www.naqshbandiaowaisiah.com

ماھنامہ

المرشد

جنوری
2005ء

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

وردی اہم مسئلہ نہیں ہے مذہبی قیادت غیر ضروری ایشو پر توانائیاں صرف کر رہی ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ المُرشد

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

جنوری 2005ء ذوالقعدۃ/ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ

جلد نمبر 26 ✷ شمارہ نمبر 6

مدیر

چودھری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر : ضمیر حیدر

سرکولیشن منیجر : رانا جاوید احمد

کمپیوٹرڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

اس شمارے میں

1- (اداریہ)	محمد اسلم	3
2- اقوالِ شیخ	امیر محمد اکرم اعوان	4
3- انٹرویو شیخ المکرم	ضمیر حیدر	07
4- نفاذِ اسلام سے کیا مراد ہے	امیر محمد اکرم اعوان	13
5- ہمارے ہاتھوں اسلام غالب کیوں نہیں ہوتا؟	امیر محمد اکرم اعوان	21
6- نسبتِ اویسیہ کا کمال	امیر محمد اکرم اعوان	27
7- انابت اور اللہ کے نیک بندوں تک رسائی	امیر محمد اکرم اعوان	36
8- سوال و جواب	امیر محمد اکرم اعوان	44
9- اللہ کریم کے سامنے ہتھیار پھینک دینے کا نام حج ہے۔	امیر محمد اکرم اعوان	52

بدلِ اشتراک	سالانہ
پاکستان	250 روپے
بھارت/سری لنکا/بنگلہ دیش	
مشرقِ وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ-یورپ	35 سٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فارایسٹ اور کینیڈا	60 امریکن ڈالر

انتخاب جدید پریس - لاہور 042-6314365

ناشر- پروفیسر عبدالرزاق

رابطہ آفس = ماہنامہ المُرشد' اے-ٹی-ایم-بلڈنگ' پل کوریاں' سمندری روڈ' فیصل آباد- فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk

E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المُرشد' اویسیہ سوسائٹی' کالج روڈ ٹاؤن شپ' لاہور- فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذکر اور توجہ

ذکر جب ہوتا ہے تو وہ خود ہی اپنا
خیال کروالیتا ہے، بس ہو جائے سہی۔
جب تک توجہ اپنے بس میں رہے تب تک یہ
پتہ چلتا ہے کہ ابھی ذکر خام ہے، جب ذکر
میں پختگی آتی ہے پھر توجہ اپنے بس
سے نکل جاتی ہے پھر اُس طرف
چلی جاتی ہے۔

اقتباس از "کنز الطالبین"

تعاون
احمد دین
ٹیکسٹائل ملز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد
ہیڈ آفس
667571
667572

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

کرنے کا اصل کام

ملکی تاریخ پر غور کیا جائے تو ایک بڑی عجیب بات یہ نظر آتی ہے کہ ہم بے پناہ وسائل خرچ کر کے الیکشن کراتے ہیں۔ کچھ لوگ منتخب ہو کر اسمبلی میں پہنچتے ہیں۔ کافی بھاگ دوڑ اور جوڑ توڑ کے بعد ایک حکومت تشکیل پاتی ہے، کچھ لوگوں کو اقتدار منتقل کیا جاتا ہے، جو اقتدار سے محروم رہتے ہیں وہ ساری توانائیاں صاحبانِ اقتدار کی ٹانگ کھینچنے میں صرف کرتے رہتے ہیں اور منتخب حکومت ملک کی ترقی اور عوام کی فلاح و بہبود کی طرف توجہ دینے کی بجائے سارا وقت ٹانگ چھڑانے میں صرف کرتی نظر آتی ہے۔

گزشتہ 57 سالوں میں بہت سی سیاسی جماعتیں اور حکمران آئے، بہت کچھ تبدیل ہوا اگر ویسے کا ویسا ہے تو وہ غریب کا مقدر ہے۔ چودہ کروڑ عوام مسائل کے گھنے جنگل میں آبلہ پاء پھرتے ہیں اور کوئی پرسانِ حال نہیں۔ رشوت یا سفارش کے بغیر کسی جائز کام کے ہونے کا بھی کوئی تصور نہیں ہے، مہنگائی آسمان کو چھو رہی ہے، غربت کے ہاتھوں لوگ خودکشی پر مجبور ہیں، امن و امان کا یہ عالم ہے کہ مسجد میں نمازی بھی گولیوں کی بوچھاڑ سے محفوظ نہیں ہے۔ ان حالات میں علماء کرام کا بہت بڑی تعداد میں پارلیمنٹ تک پہنچنا عوام الناس کیلئے خوش آئند اور باعث طمانیت تھا۔ عام آدمی پر امید تھا کہ علماء کرام کی پارلیمنٹ میں موجودگی ہمارے مسائل میں کمی لائے گی اور ہمیں بھی انسانی حقوق میسر آئیں گے۔ مگر عوام کی سوچ کے برعکس ہوا یہ کہ مذہبی سیاسی قیادت عوام الناس کے حالات میں بہتری لانے اور ان کے مسائل پر توجہ دینے کی بجائے حکومت سے محاذ آرائی میں مصروف ہو گئی اور ان کی پوری توانائیاں L.F.O. اور صدر مملکت کی وردی پر صرف ہوتی رہیں جس کا ملک وقوم کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ وردی اتنا اہم مسئلہ نہیں ہے، شرعی مسئلہ بھی نہیں ہے، اسلام کی طرف سے ایسی کوئی پابندی بھی نہیں ہے اور اس کے اتارنے یا پہنے رکھنے سے ملک وقوم پر بھی کچھ اثر نہیں پڑتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وردی جیسے غیر ضروری اور کم اہم مسئلہ پر الجھنے کی بجائے حکومت اور اپوزیشن مفاہمت کی راہ اختیار کر کے عوامی مسائل کے حل اور عام آدمی کے معیار زندگی میں بہتری لانے کی کوشش کریں کہ کرنے کا اصل کام یہی ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اقوالِ شیخ

صوفی یا صاحبِ حال لوگ جنہیں ہم روزمرہ کی زبان میں ''ولی اللہ'' کہتے ہیں وہ عام آدمی کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ ولی اللہ ہونے کے لئے زندگی کے عام راستے سے ہٹ کر کوئی طرزِ حیات اختیار کیا جائے۔

المرشد۔ جنوری 1989ء صفحہ 10

کتاب اللہ ذہن کو مطمئن تو کر دیتی ہے اور اس کا کوئی حکم خلافِ عقل نہیں ہوتا مگر اس کو قبول کرنا اور سمجھنا یہ دل کا کام ہے' یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ایمان سے محروم رہے انہیں عقلی دلائل نے لاجواب بھی کر دیا مگر قائل نہ کر سکے یا وہ قبول کرنے سے محروم رہے۔

المرشد۔ جنوری 1989ء صفحہ 12

جنہیں ہم ولی اللہ اور بزرگ سمجھتے ہیں وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے برکاتِ نبوتؐ سے بھی حصہ پایا ہو۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارے اور ان کے اعمال ایک جیسے ہونے کے باوجود اجر اور ثواب میں اپنا اپنا مقام پیدا کریں گے اور یہی ان کے احترام کا سبب بھی ہے۔

المرشد۔ جنوری 1989ء صفحہ 12

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بعد سلطنتِ اسلامی پر جدید حکمران آئے۔ یہاں پہنچ کر بے شمار چیزیں دین کے نام پر ہماری زندگی میں داخل ہو جاتی ہیں جن کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

المرشد۔ جنوری 1989ء صفحہ 5

گناہ ہوتا ہے وہ معاملہ جو اپنی ذات سے متعلق ہے' اللہ کی اطاعت نہ کی جائے اسے گناہ کہتے ہیں۔ وہ معاملہ جو کسی دوسرے سے بھی متعلق ہے اس میں اللہ کی نافرمانی کی جائے اس ''بغی'' یا بغاوت کہا جاتا ہے۔

المرشد. جنوری 1989ء صفحہ 20

کشف ذکر کے ثمرات میں سے ہے یعنی ایک قسم کا اجر ہے اور ثمرات ہمیشہ وہبی ہوتے ہیں یعنی اللہ کی طرف سے عطا ہوتے ہیں ان پر کسی کا بس نہیں چلتا لہذا اللہ کی طرف سے الہام یا القا نصیب ہونا یا کشف کے ذریعے کسی بات کا علم ہونا یہ اللہ کا انعام ہے ذکر کا مقصد ہرگز نہیں۔ مقصد حصول تقویٰ ہے

المرشد. جنوری 1989ء صفحہ 13

کشف اور مشاہدہ اس حد تک ہی درست مانا جائے گا جس حد تک وہ حدود شرعی کے اندر ہوگا اگر کہیں (شریعت سے) تصادم پیدا ہوا' تو وہ کشف ناقابل قبول ٹھہرے گا کہ حق وہی ہے جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

المرشد. جنوری 1989ء صفحہ 14

بعض چیزیں' رسومات اور کلمات جن کو مٹانے کیلئے اسلام نے اپنا پورا زور صرف کر دیا' وہ انسانوں کے بگڑے ہوئے مزاجوں کو ایسے راس آئے ہیں کہ آج بھی اکثر و بیشتر آدمی ٹھوکر کھاتے ہیں تو انہیں رسومات' رواجات اور کلمات پر جا کر کھاتے ہیں۔

المرشد. جنوری 1989ء صفحہ16

www.naqshbandiaowaisiah.com

وردی پہننے یا اتارنے سے دین کو کچھ فرق پڑتا ہے نہ عام آدمی کو۔ ہماری مذہبی قیادت غیر ضروری ایشوز پر توانائیاں صرف کر رہی ہے۔

دین کوئی الگ ڈھانچہ یا لوہے کا پنجرہ نہیں ہے جو کس دیا جائے گا

میرے اندازے کے مطابق ایک چیز کی ٹوٹل قیمت میں 70 فیصد ٹیکس شامل ہوتا ہے۔

ملکی اور بین الاقوامی صورتحال پر

شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

کا تازہ ترین

انٹرویو

موجودہ حکومتی جماعت کا اسمبلی سے باہر کچھ اثر نہیں ہے۔

ایم ایم اے کی احتجاجی تحریک میں کوئی دم خم نظر نہیں آتا۔

تعلیم عام کیے بغیر فرقہ واریت کا خاتمہ ممکن نہیں ہے۔

آج تک ہر حکومت اور ہر سیاسی جماعت نے مسئلہ کشمیر کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا ہے

امریکہ درمیان سے نکل جائے عراق اور افغانستان میں امن قائم ہو جائے گا

افغانستان میں ابھی تک جنگ جاری ہے

امریکہ کی پالیسی پر یہودی سب سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے' صدارتی الیکشن کے دوران اُسامہ کا خوف مسلط کیا گیا۔

انٹرویو کوئی کیا کرسکتا ہے' علم و آگہی کا سمندر موجزن ہے اور اللہ کی عطا سے ہمہ وقت موجزن ہے۔ اپنی طلب کی بات ہے' ظرف دیکھا جاتا ہے' شعوری سطح بھی اہمیت رکھتی ہے اور عقیدت تو خیر بنیادی شرط ہے ورنہ حقائق منکشف ہی نہیں ہوتے۔ زندگی میں یہ میرا پہلا موقع تھا مگر المرشد کے لئے انٹرویو تھا اور شیخ المکرم کا انٹرویو تھا اس لئے میں پوری طرح مطمئن تھا کیونکہ عملی تجربہ یہ ہے کہ المرشد کا کام خود بخود ہو جاتا ہے اس کے لئے صلاحیت شرط نہیں ہے' خلوص نیت البتہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ جہاں تک شیخ المکرم کا تعلق ہے تو جس کا یقین تھا وہی ہوا۔ بہت شفقت فرمائی' گُنگ ہوتی زبان کو حوصلہ عطا کیا' اپنے قریب بالکل سامنے بٹھایا' معمول کی ہلکی پھلکی گپ شپ کے انداز میں اہم ملکی اور بین الاقوامی امور پر گفتگو فرماتے وقت آپ بالکل عام آدمی لگ رہے تھے اور عجیب تر یہ کہ خاص الخواص شخص کے عام انداز میں تصنع اور بناوٹ کا شائبہ تک نہیں تھا۔

ضمیر حیدر

(15 دسمبر 2004ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:۔ وزیراعظم شوکت عزیز کا یہ اعلان کہ "قوم کو آئی۔ ایم۔ ایف کے شکنجے سے نجات مل گئی" پاکستانی قوم کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے۔ آپ کے خیال میں کیا واقعی ایسا ہو چکا ہے؟ اور اگر ہو چکا ہے تو ملک و قوم پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

جواب:۔ اگر واقعی ایسا ہو چکا ہے تو بہت اچھی بات ہے لیکن ہوتا محض بیانات کی حد تک ہے۔ اگر گورنمنٹ اپنے اعداد و شمار میں خزانے بھرتی جائے لیکن عام آدمی کو سہولت نہ ملے تو کیا فائدہ؟ عام آدمی کے لئے سہولت کا یہ عالم ہے کہ آٹا مہنگا ہو چکا ہے' مٹر 80 روپے کلو بک رہے ہیں' ٹماٹر 120 روپے کلو تک بکے ہیں' دوائی کی طرف جائیں تو ادویات اتنی مہنگی ہیں کہ عام آدمی کی قوت خرید سے باہر ہیں' ڈاکٹر کی فیس سن کر ہوش اڑ جاتے ہیں' دوائی گھر بیچ کر خریدنا پڑتی ہے۔ جب عملاً حالات یہ ہیں تو کیا توقع کیا جا سکتی ہے ان بیانات سے!

یہ جو سود ہم آئی۔ ایم۔ ایف کو دیتے ہیں اس سود کی رقم ہمارے ملکی بجٹ کے برابر بنتی ہے۔ وہ سود کی قسطیں اگر رک جائیں اور صحیح طور پر ملکی ضروریات کیلئے استعمال ہوں' ادویات کی فیکٹریاں بنیں' کارخانے لگیں' سڑکیں بنیں' لوگوں کو روزگار ملے' چیزیں سستی ہوں اور عام آدمی کو فائدہ پہنچے پھر تو پتہ بھی چلے کہ آئی۔ ایم۔ ایف سے نجات حاصل ہوگئی ہے!

وزیراعظم صاحب کہتے ہیں' ٹھیک کہتے ہوں گے لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ جو سود آئی۔ ایم۔ ایف کو جاتا تھا اب اس کی ریلیف پبلک کو ملے۔ اگر ٹیکسز کم ہو گئے ہیں تو ٹھیک' اگر وہ ویسے ہی ہیں تو ہم تو دے رہے ہیں اور یہ دن بدن ہر ضرورت کی چیز پر لاگو بھی ہو رہے ہیں۔ میرے اندازے کے مطابق ایک چیز کی ٹوٹل قیمت میں 70 فیصد ٹیکس شامل ہوتا ہے۔ ایک چھوٹی سی چیز ماچس کو لیں۔ شاید 25 پیسے ایک ماچس کی ڈبیا پر لاگت آتی ہو لیکن اس کے ٹیکسز کو دیکھیں تو لکڑی پر ٹیکس' کٹائی پر ٹیکس' آری والے پر ٹیکس' سڑک کے ذریعے فیکٹری تک

www.naqshbandiaowaisiah.com

لانے پر ٹیکس یہ راستے میں چونگیاں بنی ہوتی ہیں، فیکٹری پر ٹیکس، سیل پر ٹیکس ...... کپڑے کے لئے روئی سے لے کر کارخانے تک ٹیکس ہی ٹیکس، گاڑی پر ٹیکس، دوکان پر ٹیکس 70 فیصد ''ان ویزی بل'' Unvisible Tex ہیں۔ اگر حکومت نے آئی۔ ایم۔ ایف سے نجات حاصل کر لی ہے تو ان ٹیکسوں میں بھی تو کوئی کمی آئے تو ہم سمجھیں۔ اگر 20 والی چیز 15 پر آ جائے تو عام آدمی کو فائدہ ہو ورنہ ہمیں کیا معلوم کہ آئی۔ ایم۔ ایف کو دیر ہے ہیں یا پاکستان کھا رہا ہے۔

سوال:- پاکستانی حکمرانوں کی طرف سے اسلامی احکامات پر تنقید اور شعائر اسلام کا مذاق، کوئی نئی یا انوکھی بات نہیں ہے مگر حالیہ غیر ملکی دورے کے دوران صدر مملکت نے ایک انتہائی عجیب بات کہی ہے کہ ''مذہبی جنونی چاہتے ہیں کہ میں چوروں کے ہاتھ کاٹوں' ایسا ہرگز نہیں ہوگا' کیا میں سب غریبوں کے ہاتھ کاٹ کر قوم کو 'ٹنڈا'' بنا دوں''۔

اس انتہائی تعجب انگیز اور قابل افسوس بیان پر عوام الناس اور مذہبی حلقے خاموش ہیں' بے حسی کہہ لیجئے۔ آپ کا ردعمل کیا ہے؟

جواب:- صدرِ مملکت کا یہ بیان میں نے اخبار میں دیکھا ہے۔ انہوں نے یہ سب کچھ مذہب کے حوالے سے کہا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہاں مذہب کے حوالے سے اس طرح کی بات کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ نہ یہ موضوع تھا اور نہ ہی موقع محل۔ اب صدر مملکت کو غریب ہی کیوں چور نظر آتے ہیں' اس کا جواب تو وہی دے سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ اسلامی حدود جو مقرر کر دی گئی ہیں' یہ انسانوں کی مقرر کردہ نہیں ہیں۔ انسانیت کی بہتری' بھلائی اور بقاء کے لئے خود خالق کائنات نے مقرر فرمائی ہیں۔ اب کم از کم کسی مسلمان کو تو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اسلامی احکام اور حدود پر تنقید کرے۔ اسلامی حدود کے فوائد اور اثرات کا عملی تجربہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں تاریخ کی وسیع ترین سلطنت میں اسلامی حدود پوری روح کے ساتھ نافذ تھیں مگر اُس سلطنت میں آپ کو کتنے ''ٹنڈے'' نظر آتے ہیں؟ سعودی عرب میں دیکھ لیجئے وہاں حدود نافذ ہیں مگر کتنے ایسے لوگ سعودی عرب میں نظر آتے ہیں جن کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اس کے برعکس وہاں چوری بالکل ختم ہو گئی ہے۔ ہاتھ کاٹنا مقصد نہیں ہے' چوری ختم کرنا مقصد ہے۔

رہی مذہبی طبقہ کے ردعمل کی بات تو جب سے یہ اسمبلیاں بنی ہیں دینی جماعتیں استعمال ہو رہی ہیں۔ دین کے بارے تو کوئی بات نہیں ہوتی۔ سرحد میں دینی جماعتوں کی حکومت ہے' وہاں کونسا اسلام نافذ ہو گیا ہے!

دین کوئی الگ ڈھانچہ یا لوہے کا پنجرہ نہیں ہے جو کس دیا جائے گا۔ آسان ترین اور خوبصورت ترین انداز زندگی کا نام اسلام ہے۔ نفاذ اسلام سے مراد یہ ہے کہ ملکی آئین میں کچھ دین کے خلاف ہے اس کو بدل دیا جائے۔ آئین کی بنیادی شق یہ ہے کہ اس ملک کا کوئی قانون قرآن وسنت سے متصادم نہیں ہوگا۔ اب جو کچھ قرآن وسنت سے متصادم ہے اس کو بدل دیا جائے' اسلام نافذ ہو جائے گا۔ دینی جماعتوں نے یہ جو L.F.O پر رٹ لگا رکھی ہے یہ کوئی شرعی مسئلہ تو نہیں ہے ''وردی'' کوئی شرعی مسئلہ تو نہیں ہے۔ تاریخ اسلام دیکھ لیں حکومت کا سربراہ فوج کا کمانڈر بھی نظر آتا ہے۔ وردی اتارنے یا پہنے رکھنے سے دین کو کچھ فرق پڑتا ہے نہ عام آدمی کو۔ ہماری مذہبی قیادت غیر ضروری ایشوز پر توانائیاں صرف کر رہی ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال :- وردی کی بات ہوئی' آپ کا اس پر پہلے سے واضح اور دوٹوک موقف ہے مگر اب وردی کے معاملہ پر ایم۔ایم۔اے کی طرف سے احتجاجی تحریک شروع ہو چکی ہے۔اس تحریک میں کتنی جان ہے؟ اور ملکی سیاست پر اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے؟

جواب :- اول تو اس احتجاجی تحریک میں کوئی دم خم نظر نہیں آتا کراچی میں جو احتجاجی جلسہ ہوا اور اس کی کامیابی کے بڑے بلند و بانگ دعوے کئے جا رہے ہیں حالانکہ 10,8 ہزار بندہ کراچی جیسے بڑے شہر میں جمع کر لینا کون سی بڑی بات ہے! وہاں تو کوئی بندر نچانا شروع کردے تو بھی اتنے بندے اکٹھے کر لیتا ہے۔ان احتجاجی جلسوں میں کوئی تبدیلی والی بات نظر نہیں آتی۔اگر دینی جماعتوں نے احتجاج ہی کرنا تھا تو الیکشن کے وقت الگ ہو جاتیں۔الیکشن تو وردی اور ایل۔ایف۔او کے تحت لڑا' سیٹیں بھی بنالیں' گھر کے سارے افراد کو اسمبلیوں میں لے گئے' بہو بیٹیوں کو بھی لے گئے' تنخواہوں میں اضافہ بھی قبول کر لیا' اب احتجاج کس بات کا!

اپوزیشن کا مطلب حکومت کی مخالفت نہیں ہوتا۔مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ حکومت کر رہی ہے۔اس سے بہتر تجاویز لائی جائیں۔اپوزیشن حکومت کی راہنمائی کے لئے ہوتی ہے۔اپنے Point of View سے حکومت کو یہ بتانا ہوتا ہے کہ اس کام کو اس طرح کرو۔رہی احتجاجی تحریک کے اثرات کی بات تو اگر یہ تحریک اسی طرح جاری رہی تو زیادہ سے زیادہ ایک نیا مارشل لاء آجائے گا' قوم مزید پیچھے چلی جائے گی۔اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے!

سوال :- آصف علی زرداری صاحب ایک طویل عرصہ جیل میں گزارنے کے بعد رہا ہوئے ہیں اور آج کل میڈیا کی توجہ کا مرکز ہیں۔کچھ لوگوں کے خیال میں ان کی رہائی کسی ''ڈیل'' کا نتیجہ ہے' ایک دوسرا نقطہ نظر اس کے برعکس بھی ہے' اس معاملہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟ نیز آصف زرداری کیا ملکی سیاست پر اثر انداز ہوں گے؟

جواب :- ضرور ہوں گے۔سیاست پر اثر انداز ہونے کے لئے ہی تو ان کو رہائی دلائی گئی ہے۔کورٹ کو گذشتہ آٹھ سالوں سے کس نے روک رکھا تھا؟ وہ آٹھ سال سے قید ہے' اس پر کرپشن کے کیس ہیں۔کرپشن کو اس لیول پر کون پوچھتا ہے! نواز شریف کی اُس سے سیاسی مخالفت تھی' اُس نے جیل میں ڈال دیا۔بعد میں آنے والی حکومتوں نے اُس کو جیل ہی میں رکھنا بہتر سمجھا۔اب حکومت کو سیاسی جماعتوں کی ضرورت ہے۔اس موجودہ حکومتی جماعت کا اسمبلی سے باہر کچھ اثر نہیں۔کس وزیر کے ساتھ پبلک ہے؟ ''ق لیگ'' اسمبلی میں تو نظر آتی ہے' میدان میں تو کوئی نہیں۔میرے خیال میں حکومت کو اس کا احساس ہو گیا ہے۔نواز شریف کو فون کیا گیا' بے نظیر سے بات ہوئی زرداری کو کورٹ سے رہائی دلائی گئی۔حکومت چاہتی ہے کچھ ایسے لوگ ساتھ ہوں جن کی جڑیں عوام میں ہوں۔

سوال :- بہت پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ ''مظلوم کشمیری عوام پر ظلم کی کوئی کم تر صورت نکلتی ہے تو قبول کر لینی چاہئے''۔حال ہی میں صدر مملکت نے کشمیر کے مسئلے پر جو تجاویز دی ہیں' کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ان تجاویز سے کشمیر کاز کو نقصان پہنچا' کچھ اسے ''نظریاتی بحران'' کا نام دے رہے ہیں۔اس کے برعکس ایک طبقہ ان تجاویز کو مثبت پیشرفت قرار دے رہا ہے۔موجودہ حالات میں اس اہم ترین مسئلہ پر آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟

جواب :- کشمیر کا مسئلہ 1948ء سے چل رہا ہے۔آج تک ہر حکومت اور ہر سیاسی جماعت نے اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے۔ سادہ سی بات ہے اگر آپ نے آزاد کرانا ہے تو لڑ کر آزاد کرا لیں اور اگر لڑ کر آزاد نہیں کرا سکتے تو لاکھوں لوگوں کو موت کے منہ میں کیوں دھکیل رہے ہیں؟

یہ ایک ہی حل سمجھتے ہیں کہ وہاں باقی مسلمانوں کا آنا جانا بند ہو جائے تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اب جبکہ سیکورٹی لائن سیل ہے' موجودہ حکومت نے مجاہدین کی دخل اندازی کو روک رکھا ہے تو اس کا کشمیری عوام کو کتنا فائدہ ہوا؟ وہاں پر تو مسلمانوں پر اسی طرح مظالم ڈھائے جا رہے ہیں' مسلمانوں کی عزتیں لوٹی جا رہی ہیں اور سیکورٹی فورسز کے ہاتھوں تقریباً 10 آدمی روزانہ کے حساب سے قتل ہو رہے ہیں۔ اتنے بندے مروا کر یہ حل نہیں جو آج ہم کر رہے ہیں۔ اس کی نسبت کوئی ایسی صورت نکالی جائے جس سے ان کی عزتیں اور اولاد محفوظ رہے۔ صرف بندے مروانے سے تو کچھ نہیں ہوگا۔

سوال:- فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے آج کل حکومت کی طرف سے بڑی باتیں ہو رہی ہیں' فرقہ وارانہ لٹریچر پر پابندی لگائی جا رہی ہے' مختلف مکاتب فکر کے ۱۰۰ علماء کرام پر مشتمل ایک کمیٹی بنانے کا اعلان ہوا ہے۔ یہ درست ہے کہ فرقہ واریت نے ہمیں اندر سے بہت کھوکھلا کر دیا ہے۔ آپ کے خیال میں فرقہ واریت کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟

جواب:- تعلیم عام کر دیں فرقہ واریت ختم ہو جائے گی۔ پڑھے لکھے لوگوں میں یہ تمیز آ جاتی ہے کہ دوسروں کو بھی سوچنے کا حق حاصل ہے۔ تعلیم یافتہ شخص اپنی رائے دوسروں پر مسلط نہیں کرتا۔ جب تک جہالت رہے گی' فرقہ واریت رہے گی۔ جس کو علم ہی نہیں ہوگا۔ کہ دین کیا ہے' دنیا کیا ہے' کسی کے کہنے پر چلے گا۔ وہی فرقہ بندی کا شکار ہوگا۔

فرقے ختم نہیں ہوں گے' لوگوں کے خیالات کبھی یکجا نہیں ہوتے' مخالفت نہیں ہونی چاہئے۔ لوگ پڑھ لکھ جائیں تو یہ مخالفت ختم ہو جائے گی۔ تعلیم اتنی مہنگی ہے پرائیویٹ سکولوں میں بچوں کو پڑھانا ناممکن ہے' غریبوں کے بس سے باہر ہے اور سرکاری سکولوں کی حالت یہ ہے کہ یہاں قریب ایک گاؤں میں ہائی سکول ہے اس کے ۷۳ لڑکوں نے میٹرک کا امتحان دیا' تین پاس ہوئے ۷۰ فیل ہو گئے۔ کون پوچھتا ہے؟ کس نے نوٹس لیا؟ قومیں اس طرح تو نہیں بنتیں۔

ہمارے ایک عزیز امریکہ میں ہیں' وہیں سیٹل ہیں' شادی بھی وہیں کی۔ ان کی بیگم امریکن ہے۔ ان کے بچے اُردو سے نابلد ہیں۔ وہ پاکستان آئے تو یہاں سے ایک بچی کو ساتھ لے گئے کہ گھر میں رہے گی' اُردو بولے گی تو اس سے بچوں کو بھی کچھ اُردو بولنا آ جائے گی۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے اُس بچی کی شہریت لینے کے لئے درخواست دی تو ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ حکومت نے کہا کہ شہریت کا معاملہ بعد میں دیکھا جائے گا ضروری بات تو یہ ہے کہ یہ بچی سکول کی بجائے گھر میں کیوں ہے؟ اس کی عمر پڑھنے کی ہے' اس کو سکول میں ہونا چاہئے۔ حکومت نے اپنے خرچ پر اس بچی کو تعلیم دلائی' پڑھ لکھ کر اس نے وہیں ایک پاکستانی نوجوان سے شادی کر لی اور ابھی تک وہیں سیٹل ہے۔ بعد میں وہ ایک بوڑھی عورت کو ساتھ لے کر گئے۔ تو ان ملکوں کو دیکھ لو اور اپنے ہاں تعلیم کا نظام اور معیار دیکھ لو! تو تعلیم کو عام کئے بغیر فرقہ واریت کا خاتمہ ممکن نہیں ہے۔

سوال:- تاریخ میں پہلی بار افغانستان میں صدارتی الیکشن ہوئے' عوام نے ووٹ ڈالے۔ کیا واقعی افغانستان کے عوام نے کرزئی کو

صدر تسلیم کر لیا ہے یا یہ الیکشن محض ڈرامہ تھے؟ آئندہ کا افغانستان آپ کو کیسا نظر آ رہا ہے؟

جواب:- افغانستان میں ابھی تک جنگ جاری ہے۔ افغانستان پر حملہ کے وقت امریکہ کے صحافیوں نے مجھ پر سوال کیا تھا کہ امریکہ اگر افغانستان کو فتح کر لے تو کیا ہوگا؟ میں نے جواب دیا "لڑائی شروع ہو جائے گی" انہوں نے حیرت سے پوچھا "لڑائی تو اب بھی جاری ہے"۔ میں نے کہا کہ "اب یکطرفہ لڑائی ہے۔ صرف آپ لڑ رہے ہیں، اوپر سے بم گرا رہے ہیں اور وہ مار کھا رہے ہیں۔ جب آپ بھی زمین پر اُتریں گے تو پھر اصل لڑائی شروع ہوگی، اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ وقت ہی بتائے گا۔" تو افغانستان میں جنگ جاری ہے۔ صدر کرزئی نے مخالف گروپوں سے کہا ہے کہ وہ اسمبلی میں آئیں، مذاکرات کریں، مگر مخالف گروپ کہتے ہیں کہ امریکہ درمیان سے نکل جائے پھر کرزئی ہمارے گھر کا آدمی ہے، الیکشن بھی اپنے ہیں مگر جب تک امریکہ وہاں ہے بات نہیں ہو سکتی۔ ان کا یہ موقف اصولی ہے۔

یہی حال عراق کا ہے۔ امریکہ درمیان سے نکل جائے، عراق میں امن قائم ہو جائے گا۔

سوال:- امریکہ کے حالیہ صدارتی الیکشن میں عیسائیت کی جو مذہبی تنظیمیں ہیں انہوں نے ری پبلکن پارٹی کی حمایت کی۔ وہ دہشت گردی کے نام پر مسلمانوں کے خلاف جاری جنگ کو جائز قرار دے رہے تھے یا ان کو خوفزدہ کر دیا گیا تھا؟

جواب:- امریکہ کی پالیسی پر یہودی سب سے زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہودیوں کو خوف تھا کہ کہیں بش کو ووٹ کم نہ پڑیں لہذا اُسامہ کا خوف پیدا کر دو تاکہ بش کی پالیسیوں کو تقویت پہنچے اور اس کے ووٹ بینک میں اضافہ ہو۔

کسی کو کیا معلوم اُسامہ ہے بھی یا نہیں ہے۔ ویسے تو امریکہ ایسے سٹیلائٹ کیمرے ایجاد کر چکا ہے جن سے سوئی بھی تلاش کی جا سکتی ہے۔ تو اُسامہ ٹریس کیوں نہیں ہو رہا جبکہ وہ سوئی بھی نہیں ہے۔ اُسامہ تو اپنے ساتھیوں، خاندان اور بیوی بچوں سمیت موجود ہے۔ "بن لادن" ایک بہت بڑی بین الاقوامی کمپنی ہے۔ ان کا ایک بہت بڑا کاروبار ہے۔ سعودی حکومت بھی ان کی مقروض رہی ہے، ان کے امریکہ اور برطانیہ میں بھی شیئرز ہیں، کسی نے ان کو نہیں روکا، کمپنی بھی چل رہی ہے، کاروبار بھی چل رہا ہے۔ یہ ایک سمجھ میں نہ آنے والی کہانی ہے! آپ کے پاس کسی کی آواز کا ایک کیسٹ ہو تو اس ترقی یافتہ دور میں اپنے مطلب کی دوسری کئی کیسٹیں تیار کرنا کونسا مشکل کام ہے! یہ الیکشن کے دوران اُسامہ کا خوف مسلط کیا گیا۔ یہ سب سیاسی ہتھکنڈے ہیں۔ کسی کو کیا معلوم اُسامہ ہے بھی یا نہیں ہے!

سوال:- صدر مملکت نے عراق پر حملے کو امریکی غلطی قرار دیا ہے کیا پاکستان کے موقف میں تبدیلی آئی ہے؟

جواب:- موقف میں تبدیلی تو تب ہو کہ امریکہ کو کہیں، وہاں ان کے سامنے کہیں۔ اب یہاں بیٹھ کر محض بیان جاری کر دینے سے موقف تبدیل نہیں ہوتا۔

سوال:- حکومت نے اگست 2005ء میں نئے بلدیاتی الیکشن کا اعلان کیا ہے۔ یہ جو ضلعی حکومتوں کا نیا نظام رائج ہے اس کی اب تک کی کارکردگی کیسی ہے؟

جواب:- محکمے بنتے رہتے ہیں۔ یہاں پر (دارالعرفان منارہ) ایک دفعہ صدر پاکستان تشریف لائے۔ ہمیں ایک وسیع پارکنگ صرف ان گاڑیوں کے لئے بنانا پڑا جو پریذیڈنٹ کی آمد پر مختلف سرکاری محکموں کی طرف سے آئی تھیں۔ یہاں ہمارے چکوال ہی سے کم از کم ۲۰

www.naqshbandiaowaisiah.com

محکمے ایسے ساتھ آ گئے جنہیں پہلے میں بھی نہیں جانتا تھا۔ UNE اور ورلڈ بینک نے جو فنڈ دے رکھے ہیں ان کے دفاتر یہاں چکوال میں بھی ہیں لیکن محکموں، دفتروں اور گاڑیوں کی حد تک۔

پچھلے دنوں یہاں ایک خاتون تشریف لائیں۔ اسی طرح کے ایک محکمے کی ڈائریکٹر ہیں۔ میری بھتیجی ہیں، میرے ایک دوست کی بیٹی ہیں۔ وہ یہاں سے گزر رہی تھی، ملنے کے لئے رک گئی۔ اُس نے بتایا کہ ہم کمپیوٹر سے زیرِ زمین پانی تلاش کر لیتے ہیں، بعد میں اس پر کام ہوتا ہے، 80 فیصد ہم دیتے ہیں 20 فیصد پبلک کا ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ ہم نے یہاں چار پانچ بور کرائے ہیں مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ یہ 20 فیصد میں ادا کر دوں گا، آپ یہاں کام کریں اگر پانی مل جائے تو یہاں کی ساری آبادی کا مسئلہ حل ہو جائے گا، وہ دو تین بار آئے، گھوم پھر کر، دیکھ کر چلے گئے، بات ختم۔ اب ہم نے اپنے طور پر کام شروع کر دیا ہے۔

تو محکمے بنانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ بے حساب محکمے بنے ہوئے ہیں۔ زرعی ادویات کے لئے محکمے ہیں، بیجوں کے لئے محکمے ہیں مشینری وغیرہ کے لئے الگ محکمے ہیں۔ اتنے محکموں کے باوجود آپ کے گاؤں میں کتنے آدمی ہیں جن کو ان محکموں سے فائدہ پہنچ رہا ہے؟

عام آدمی کے لئے پانچ روپے کا ریلیف آتا ہے تو اگلے سال مارچ سے، اُدھر عوام بھوک سے مر رہے ہیں، اُدھر اسمبلی کے ممبران کی تنخواہیں بڑھتی ہیں تو ایک دو مہینے پیچھے چلے جاتے ہیں تاکہ انہیں Arrears بھی مل جائے۔ تو محکمے بنانے سے کچھ نہیں ہو گا اصل بات محکموں کی کارکردگی ہے اور کارکردگی سب کے سامنے ہے۔

سوال:- اس نئے سیاسی سیٹ اپ میں آگے چل کر الاخوان بھی شامل ہونے کا پروگرام رکھتی ہے؟

جواب:- الاخوان نے شامل ہونا ہوتا تو متحدہ مجلس عمل میں شامل ہو جاتی۔ الاخوان کا مسئلہ سیٹیں لینا نہیں ہے۔ پریکٹیکل کچھ ہو تو ہم بھی غور کریں گے جو دینی جماعتیں اس وقت اسمبلی میں موجود ہیں وہ بھی تو اپنی ذات کے علاوہ کسی کے لئے کچھ نہیں کر سکے۔ ہم اپنے طور پر کام کر رہے ہیں۔ اگر واقعی اسمبلیاں اثر رکھتی ہوں، صحیح انداز میں کام ہو تو ہم بھی دیکھ لیں گے۔

سوال:- دین کی تبلیغ میں مصروف، غیر سیاسی علماء کرام تیز تر ہوتی عملی زندگی کے بارے کچھ راہنمائی نہیں فرماتے۔ وہ عبادات کے اہتمام کا پرچار کرتے ہیں، یا پھر فضائل کا بیان ہوتا ہے۔ آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟۔

جواب:- ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہمارے دینی راہنما ''ون سائیڈڈ'' ہیں۔ شرعی مسائل تو جانتے ہیں مگر عملی زندگی سے واسطہ نہیں ہے۔ اگر علما بھی مزدوری کر کے کھاتے، کاشتکاری کرتے، کاروبار کرتے تو ان کو بھی زندگی کے عملی تقاضوں کا علم ہوتا۔ ہمارا مذہبی طبقہ عملی زندگی سے بیگانہ ہے۔ دینی طبقہ موت سے بات شروع کرتا ہے حالانکہ موت سے بعد کے سارے واقعات بھی زندگی پر Depend کرتے ہیں۔ یہ جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر اختلاف ہیں اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ جب تک بندہ خود پریکٹیکل لائف میں موجود نہ ہو، سمجھ ہی نہیں سکتا، یہ جو دین اور دنیا کو دو الگ الگ خانوں میں بانٹ دیا گیا ہے یہ ساری گڑبڑ اسی وجہ سے ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

نفاذِ اسلام سے کیا مراد ہے؟

اسلام یہ ہے کہ آپ ایک ایک بندے کو یہ بات سمجھائیں کہ میرے بھائی تجھے میرے پیچھے نہیں چلنا مجھے بھی اور تجھے بھی دونوں کو محمد رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلنا ہے۔ میں بھی اُسی طرح غلام ہوں آقائے نامدار ﷺ کا اور تم بھی اُسی کا کلمہ پڑھتے ہو۔ ہم دونوں کو مل کر اپنے نظامِ حیات میں اپنی زندگی میں اپنے جینے مرنے میں اپنے کاروبار میں اپنے معاملات میں اپنے تعلقات میں یہ دیکھنا ہے کہ ہم کہاں تک اتباعِ محمد رسول اللہ ﷺ کا حق ادا کر رہے ہیں اور یہ جو عملی مثال ہوگی یہ کھینچے گی دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف' یہ کیسے اچھے لوگ ہیں اسی طرح کا ہونا چاہئے اور یہ بات تبدیلی کا سبب بن سکے گی۔ بچوں کو دین ضرور پڑھایئے لیکن انہیں دنیوی تعلیم سے محروم مت کیجئے۔ چونکہ آدھا دین یہ دنیوی تعلیم ہے۔ نصف علم یہ ہے۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 23-07-04

الحمد للّٰہ رب العلمین.
والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہ محمد
وعلی الہ واصحابہ اجمعین.
اعوذ باللّٰہِ من الشیطٰنِ الرحیم.
بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم.
قُل یاَیھاَ الناسُ انی رسول اللّٰہ الیکُم
جمیعاً الذی لہ' ملکُ السمٰوٰتِ
والارض. لا الہَ الاّھوَ یحیِ ویمیتُ.
فامنُوا باللّٰہ ورسولِہ النبی الامی الذی
یومن و کلمتہ واتبعوہُ لعلکُم تھتدُون.
الاعراف 158

اللھُم سبحٰنک لاعلملنا الا ما علمتنا
انک انت العلیمُ الحکیمُo
مولا یاصل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک من ذانت بہ الغُصُر

نویں پارے میں سورۃ الاعراف کی آیاتِ مبارکہ ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ آپ ﷺ فرما دیجئے تمام انسانیت کو تمام اولادِ آدم کو خطاب فرماتے ہوئے کہ اے لوگو! میں تم سب کے لئے اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اُس اللہ کا جس کی سلطنت اور بادشاہی اور حکومت آسمانوں اور زمینوں ساری کائنات پر ہے اور وہ اللہ جس کے علاوہ کوئی بھی غیر مشروط اطاعت کا مستحق نہیں کوئی اس قابل نہیں کہ اُس کی عبادت کی جائے۔ عبادت غیر مشروط اطاعت ہوتی ہے جس سے نفع کی امید یا نقصان کا ڈر ہو کہ نہ کرنے سے نقصان ہوگا کرنے سے منافع ہوگا۔ اس کے لئے کوئی شرط عائد نہیں کی جاتی۔

یحی ویمیتُ. زندگی وہی عطا کرتا ہے موت بھی وہی دیتا ہے کسی کو زندہ کرنے میں اُس کے سوا کسی دوسرے کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اور کسی کو موت دینے میں اُس کے سوا کسی کا کوئی عمل دخل نہیں۔ لہذا فامنو باللّٰہ. اللہ کی ان عظمتوں کا اقرار کرو اور اُس پر یقین کرو۔ ورسولِہ النبی الامی۔ اور اُس کے نبی امی ﷺ اُس کے اُس نبی ﷺ جس کا دنیا میں یا مخلوق میں کوئی استاد نہیں۔ جس نے مخلوق سے کسب علم نہیں کیا اور نبی ﷺ خود بھی اللہ پر اور اُس کے تمام احکام پر یقین رکھتا ہے' مکمل اطاعت کرتا ہے اپنے پروردگار کی۔ تمہارے لئے فقط ایک راستہ ہے۔ واتبعوہ کہ تم اُس نبی ﷺ کی پیروی اختیار کرلو لعلکُم تھتدُون۔ تا کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔

ہمارے ہاں گذشتہ چھپن سالوں سے تقسیم ملک سے لیکر آج تک نفاذِ اسلام کی بات چل رہی ہے اور بڑی عجیب بات ہے' یہ بات سمجھنے کے لائق ہے کہ آخر ملک تقسیم کیوں ہوا؟ جبکہ آج بھی ہندوستان میں بھارت میں مسلمان بستے ہیں' پاکستان میں غیر مسلم بھی بستے ہیں وہاں بھی مل جل کر رہ رہے ہیں یہاں بھی مل جل کر رہ رہے ہیں تو پھر اس تقسیم کی ضرورت کیا تھی سارے برصغیر میں مل جل کر رہتے؟ اس تقسیم کی بنیاد یہ تھی کہ دو قومیں ہیں اور دونوں قوموں میں اتنا فاصلہ ہے کہ یہ کبھی ایک نہیں ہوسکتیں۔ برصغیر پر کم وبیش ہزار سال کے لگ بھگ

www.naqshbandiaowaisiah.com

مسلمانوں نے حکومت کی اور مسلمانوں کے عہد حکومت میں ہندوؤں کو بڑی رعایتیں بڑی سہولتیں ہندوؤں کو دی گئیں۔ وزیراعظم ہندو ہوئے جرنیل ہندو ہوئے کاروبار ہندوؤں نے کیا' جاگیریں ہندوؤں کو ملیں اور تمام زندگی کی سہولتیں زندگی کے امور میں انہیں کوئی کسی امتیازی سلوک کا روادار نہیں رکھا گیا یہ تو اس پہ تاریخ گواہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ ہم نے بھی دیکھا جب ابھی پاکستان ہندوستان نہیں بنا تھا تو یہ ہم نے بھی دیکھا کہ مسلمان جس برتن کو چھولیتا اُسے وہ ناپاک سمجھتے تھے اگر کسی ہندو کے صحن سے یا اُسکے چوکے سے مسلمان گزر جاتا تھا تو وہ پھر اُسے پاک کرنے کے لئے گائے کے گوبر سے لپائی کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ میں لاہور تھا اور میں ایک ہندو سے کوئی چیز خریدنے کے لئے گیا چھوٹی سی دکان تھی تو میرے ہاتھ میں جو سکے تھے۔ نوٹ نہیں تھا سکے تھے تو اُس نے پہلے وہ گندی پانی کی اٹھائی اور مجھے کہا کہ انہیں یہاں دھو۔ اُس نے رکھ کے پانی سے دھوئے پھر اُس نے وہ اٹھائے۔ یعنی ہزار سال اکٹھا اور مسلمانوں کی ریاست اور حکومت میں رہنے کے باوجود مسلمانوں کے ساتھ اُن کا علیحدگی کا ایک الگ ہونے کا یا متفق نہ ہونے کا جو عالم تھا وہ یہ تھا۔

اسی کو دوقومی نظریے کا نام دیا گیا اور ملک اس لئے تقسیم کیا گیا کہ ہندو اکثریت کے علاقے ہندوؤں کو دے دیے جائیں جہاں وہ اپنی پسند کے مطابق جس طرح اپنا آئین و دستور بنانا چاہتے ہیں جس طرح زندگی کرنا چاہتے ہیں جس طرا ح ملک چلانا چاہتے ہیں وہ چلائیں اور مسلمان اکثریت کے علاقے مسلمانوں کو دے دیے جائیں وہ اپنے نظریے اپنے عقیدے اپنے ایمان اور اپنے دین کے مطابق اپنا لائحہ عمل بنا لیں اور اُس کے مطابق وہ اپنی زندگی گزاریں۔ اور یہ نتیجہ تھا انگریز کے کم وبیش ڈیڑھ سوسالہ عہد حکومت میں مسلمانوں کی مسلسل آزادی کے

عبادت غیر مشروط اطاعت ہوتی ہے جس سے نفع کی امید نقصان کا ڈر ہو کہ نہ کرنے سے نقصان ہوگا کرنے سے منافع ہوگا اس کے لئے کوئی شرط عائد نہیں کی جاتی

لئے جانفروشی کا۔ برصغیر میں صرف مسلمان تھے جو انگریز کے اقتدار میں آنے سے لیکر انگریز کے جانے تک مسلسل جہاد کرتے رہے جانیں دیتے رہے قربان ہوتے رہے۔ کبھی کسی جماعتی شکل میں کبھی کسی تحریک کی شکل میں اور بے حساب افراد ایسے تھے جو انفرادی طور پر بھی انگریزی نظام سے ٹکر لیتے رہے یہ اُس کا نتیجہ تھا یہ ڈیڑھ صدی کی قربانیوں کا نتیجہ تھا یہ سب کچھ اچانک نہیں ہوا تھا۔ یہ تاریخ شہدا کے خون سے لکھی گئی جب انگریز چلا گیا تو ہندو کے لئے تو

کوئی خاص پابندی نہیں تھی۔ ان کا ایک سابق وزیراعظم ہیں بھارت کے اور وہ آجکل بڑے مذہبی وعظ وغیرہ کیا کرتے ہیں اپنے مذہب کے بارے باتیں بتاتے ہیں ٹیلی ویژن پر تو ایک دن اُن سے کسی نے سوال کیا تھا کہ آپ ہندو مذہب کو واقعی دل سے مانتے ہیں یا چونکہ اکثریت ہندوستان میں ہندوؤں کی ہے آپ ایک سیاست دان بھی ہیں اور آپ کی ایک سیاسی ضرورت ہے کہ آپ ہندو رہیں تا کہ ہندوؤں کے ووٹ ملتے رہیں؟ تو اُس نے کہا یہ بات نہیں ہے میں ہندو مذہب کو دل کی گہرائی سے مانتا ہوں اور اس لئے مانتا ہوں کہ ایسا کوئی دوسرا مذہب دنیا میں ہے نہیں۔ اب اُس سوال کرنے والے نے یہ سوال کر دیا کہ وہ کیا ایسی انوکھی بات ہے ہندو مذہب میں جو کسی دوسرے مذہب میں نہیں؟ تو وہ کہنے لگے کہ تمام مذاہب میں حدود وقیود ہیں کسی جگہ جا کر بندہ اُس مذہب سے خارج ہو جاتا ہے لیکن ہندو ایک ایسا مذہب ہے کہ جو جی چاہو کرو اور جب جی چاہے کرو ہندو ہندو ہی رہتا ہے تو اس مذہب میں اتنی وسعت اور ہم گیری ہے کہ اس کا بگڑتا کچھ نہیں۔ اس لئے میں ہندو ہوں۔

اصولی بات تو یہ ہے کہ جب کسی چیز کی کوئی حد ہی نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے وہاں کوئی چیز ہی نہیں ہے' کچھ ہے ہی نہیں۔ کچھ ہوگا تو حدود وقیود بھی ہوں گی یہ ایک الگ بات ہے ہم اس بحث میں نہیں پڑتے۔ جو میں کہنا چاہتا ہوں

www.naqshbandiaowaisiah.com

وہ یہ ہے کہ ہندوؤں کو کوئی تکلیف نہیں تھی کہ اُن کے پاس انگریز کا بنایا ہوا ایک نظام آ گیا تو اُن کی ہندو مت کو وہ کچھ نہیں کہتا اُن کے مذہب کو کچھ نہیں کہتا۔ ہندو ہندو ہی رہتا ہے اُسی نظام پر عمل کرتا رہے۔ انہوں نے من وعن جو کچھ تھا وہ قبول کر لیا اور اُس کے مطابق اپنا وقت گزار رہے ہیں کوئی تحریک نہیں چلتی کوئی مذہبی کوئی ایسا ارتعاش نہیں ہے کوئی ہندو شور نہیں کرتا یہ ہونا چاہئے وہ ہونا چاہئے اس لئے کہ اُن کے مذہب کے مطابق اُن کا کچھ نہیں بگڑتا ہندو ہندو ہی رہتا ہے کوئی حلال حرام کی قید نہیں کوئی پاک ناپاک کی قید نہیں کوئی جائز ناجائز کی قید نہیں بس جو ہے کیے جاؤ۔

لیکن مسلمان کیوں الگ ہوئے تھے اس لئے کہ اسلام میں تو حدود وقیود ہیں۔ اب اگر ہندوؤں کے ساتھ مل کر رہیں گے تو جیسا نظام ہے ویسا ہی چلتا رہے تو اس میں مسلمان تو خود کو Accommodate نہیں کر سکیں گے یہ اُسے کیسے برداشت کریں گے چونکہ یہاں تو قید ہے کہ واتبعوہ۔ تمہیں محمد رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پہ چلنا ہے۔ ہر شعبہ حیات میں نقش کف پائے رسول ﷺ سورج کی طرح منور اور روشن ہیں۔ پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک انسانی زندگی میں جتنے نشیب وفراز آتے ہیں اخلاقیات ہوں ایمانیات ہوں عبادات ہوں معاملات ہوں۔ زندگی کا کوئی شعبہ ہو اُس میں نقش کف پائے رسول اللہ ﷺ ثبت ہے۔ کوئی مویشی پالتا ہے کوئی چرواہا ہے کوئی آجر ہے کوئی آجیر ہے زندگی کا جو بھی شعبہ ہے کوئی تاجر ہے تجارت کرتا ہے اور لڑتا ہے صلح کرتا ہے بال بچے کے ساتھ سُسرال کے ساتھ والدین کے ساتھ بیویوں کے ساتھ رشتہ داریوں میں کس طرح سے زندگی کرنی ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جہاں نبی کریم ﷺ کی رہنمائی موجود نہیں۔ اور اسلام نام ہے قدم بقدم حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کا۔ سو مسلمان اس لئے الگ ہو گئے کہ

> **وہی گنے چنے خاندان ہیں انگریز نے جن کو اقتدار دیا انہی خاندانوں اور انہی نسلوں میں ابھی تک اقتدار آ رہا ہے‘ سوائے چند فوجیوں کے جو خواہ مخواہ اُس میں کود پڑے**

انگریز کا بنایا ہوا نظام بھی اُن کی ضرورت کے مطابق نہیں ہے۔ ہندو جس طرح بنائے گا وہ بھی اُن کی ضرورت کے مطابق نہیں ہے لہذا وہ ایسا نظام بنائیں گے جو اتباع رسول اللہ ﷺ میں اُن کے لئے کام آئے اور اُن کا ساتھ دے سکے۔ اتباع رسول ﷺ کیا ہے؟ دو باتیں ہیں ایمان عظمت الٰہی پر اور اُسکا بلاشریک معبود برحق ہونے پر‘ ایمان اُس کے رسول ﷺ کے برحق اور صادق ہونے پر اور ساری کائنات کے لئے رسول ﷺ اور نبی ہونے پر۔ اس ایمان کے ساتھ ہر وہ عمل جو کرنے کا حکم دیا ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے اور جس طرح سے کرنے کا حکم دیا ہے۔ دو پابندیاں ہیں کام وہی کیا جائے جس کا حکم نبی کریم ﷺ نے یا اجازت دی ہے کرنے کی اور اُس طرح سے کیا جائے جس طرح سے کرنے کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہے اور جہاں سے روک دیا ہے منع فرما دیا ہے وہاں سے رُک جائے۔ ہماری بدنصیبی! ایک فطری بات تھی کہ جو لوگ حکمرانوں کے قریب تھے جو لوگ دفاتر میں بیٹھے تھے ظاہر ہے اقتدار انہی کو ملنا تھا اور کسی مولانا کو مسجد میں آ کر تو کسی نے حکومت نہیں دینی تھی! تو تقسیم مُلک پر قربانیاں تو دیں ان پڑھ لوگوں نے مار تو کھائی جنہیں آپ جاہل کہتے ہیں انہوں نے مار تو کھائی غریبوں نے بیٹیاں لوٹی گئیں غریبوں کی عزتیں لٹیں غریبوں کی زمینیں چھنی غریبوں کی مال چھینا گیا غریبوں کا جانیں گئیں غریبوں کی جو لوگ صاحب ثروت تھے وہ تو بخریت اُدھر سے بھی اِدھر آ گئے اور اِدھر سے بھی اُدھر چلے گئے۔ یہاں آ کر بھی وہ اپنے بڑے بڑے کلیم ساتھ لائے اور جو جائیداد ہندوؤں نے چھوڑی تھی وہ اُن جاگیرداروں کو یہاں مل گئی بلکہ بعض لوگوں نے وہاں کم چھوڑا اور یہاں زیادہ پایا لیکن غریبوں کا اتنا خون بہا‘ غریبوں کی اتنی لاشیں گریں کہ گدھوں نے انسانی گوشت کھانا چھوڑ دیا! لاشیں پڑی ہوتی تھیں اور گدھ پیٹ بھر کر درختوں پہ بیٹھے ہوتے تھے انہیں ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ قربانیاں دیں غریبوں نے اقتدار ملا اُمراء کو نوابوں کو اور اُس

www.naqshbandiaowaisiah.com

طبقے کو جو انگریز کے زیادہ قریب تھا۔ جس کا رنگ اس مٹی کا تھا خون یہاں کا تھا لیکن مزاج ولایت کا تھا۔ بودوباش ولایت کی تھی کھانا پینا ولایتی تھا اوڑھنا بچھونا ولایتی تھا۔ خواب بھی ولایتی تھے نیندیں بھی ولایتی تھی بیداری بھی ولایتی تھی۔ اقتدار کا ہما اُن کے سر پہ بیٹھ گیا۔ اب چھپن سال باپ کے بعد بیٹا' بیٹے کے بعد پوتا۔ باپ کے بعد بیٹا نہیں ہے تو اُس کا بھتیجا اُس کا بھانجا۔ یعنی وہی گنے چنے خاندان ہیں انگریز نے جن کو اقتدار دیا انہی خاندانوں اور انہی نسلوں میں ابھی تک اقتدار آرہا ہے' سوائے چند فوجیوں کے جو خواہ مخواہ اُس میں کود پڑے۔ اُن خاندانوں سے باہر اگر کوئی بندہ آپ کو نظر آئے گا تو دو چار فوجی جرنیل جو اپنی قوت طاقت کے بل بوتے پر کود پڑے۔ لیکن وہ فوجی بھی اقتدار چھین کر بھی اُس تہذیب کے غلام بن گئے اپنا مزاج اُس پہ غالب نہ کر سکے بلکہ اُس رنگ میں رنگے گئے اور جس طبقے نے قربانیاں دی تھیں وہ صرف چلاتا رہا اسلام اسلام اسلام نافذ کرو اسلام چاہئے اور علم سے اتنا دور رہا کہ یہ جو نفاذ اسلام کی باتیں کرتے ہیں اُن پر یہ سوال کیا جائے کہ بھئی نماز بھی پڑھتے ہیں کوئی پابندی نہیں' لوگ روزے رکھتے ہیں کوئی پابندی نہیں' لوگ حج کرتے ہیں کوئی پابندی نہیں' لوگ حلال کھاتے ہیں جائز کماتے ہیں اسلام کے مطابق اپنا وقت گزارتے ہیں انہیں کوئی روکتا نہیں پھر اور کیا نفاذ اسلام ہوتا ہے؟ کیا چاہتے ہو تم؟

میرے خیال میں اس سوال کا جواب کسی کے پاس نہیں ہوگا اور کیا اسلام ہے بھئی! اب آپ جامع مسجد میں بیٹھے ہو تو قرآن سن رہے ہو تقریر سن رہے ہو' تنقید کر رہے ہو خلاف اسلام جو چیزیں ہیں اُن پر تنقید کر رہے ہو تمہیں کوئی نہیں روک رہا اور کیا اسلام چاہتے ہو؟

ایک دفعہ بڑے زور سے تحریک چلی تھی نفاذِ اسلام کی اور نظام مصطفیٰ ﷺ کی تو ہمارے لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس یہاں تشریف لائے اور یہی سوال انہوں نے مجھ پر کیا تھا کہ

اسلام دنیا کی زندگی کو آسان اور خوبصورت طریقے سے جینے کا نام ھے۔

صرف یہ جاننے کے لئے میں نے اتنا سفر کیا ہے کہ پورے ملک میں سارے مسلمان آزادی سے اپنی نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں نکاح کرتے ہیں طلاقیں شریعت کے مطابق ہوتی ہیں' جنازے شریعت کے مطابق ہوتے ہیں خلاف اسلام کیا ہے؟ پھر یہ نفاذ اسلام اور کونسا تماشہ ہے جس کے لئے تحریک چل رہی ہے؟ تو میں نے عرض کیا تھا کہ لوگ ہندوستان میں بھی نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں۔ لوگ دنیا کے ہر ملک میں غیر مسلم ممالک میں یورپ میں امریکہ میں برطانیہ میں افریقی ممالک میں چین میں جاپان میں جہاں ملکوں کے ملک ہی غیر مسلم ہیں اور چند مسلمان ہیں وہاں وہ مسلمان نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں نکاح شریعت کے مطابق کرتے ہیں سارا کام شریعت کے مطابق کرتے ہیں انہیں روکتا کوئی نہیں لیکن اُن لوگوں کا جب واسطہ ملکی حکومت سے پڑتا ہے تو درمیان میں جو رشتہ بنتا ہے کیا وہ شرعی ہے؟ اسلام کے مطابق ہے کسی عدالت میں جاتے ہیں تو کیا اسلام کے مطابق فیصلہ ہوتا ہے؟ کسی بنک میں جاتے ہیں تو کیا بنک کا لین دین اسلام کے مطابق ہوتا ہے؟ زندگی کا کوئی مسئلہ جب آدمی اور حکومت کے درمیان آتا ہے ایک عام آدمی اور حکومت کے درمیان آتا ہے تو وہاں اسلام ہے اُن ملکوں میں؟ وہ تو سوچ بھی نہیں سکتے اُن ملکوں کے اپنے آئین و دستور ہیں قوانین ہیں۔ کافر کو بھی اُسی کے مطابق رہنا ہے مسلمان کو بھی اُسی کے مطابق رہنا ہے تو میں نے کہا جج صاحب یہاں ہم یہ چاہتے ہیں کہ جب عام آدمی کا واسطہ حکومت سے پڑے عدالت سے پڑے حکومتی اداروں سے پڑے تو وہ معاملات بھی عام آدمی اور حکومت کے درمیان شرعی طریقے سے انجام پائیں جو اُس کا شرعی حق ہے اُسے ملے جو کام شریعت روکتی ہے وہاں سے روک دیا جائے۔ تو فرمانے لگے بات تو سمجھ میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

آئی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو لوگ جلوس نکال رہے ہیں شاید انہیں خود بھی یہ پتہ نہیں۔ اس لئے کہ مجھے کسی نے سمجھایا نہیں میں نے بہت پوچھا کہ مجھے بتاؤ تو سہی کہ آخر یہ بات کیا ہے؟ تو یہ بڑی سادہ سی بات تھی جسے الجھا دیا گیا اور اب آکر ایسے لگتا ہے عام آدمی ایسے سمجھتا ہے بلکہ ہمارے جو مغرب زدہ لوگ ہیں وہ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کوئی اور سا جیسے لوہے کا کوئی پنجرہ ہوتا ہے یا کوئی ایسی بلا ہے جو ہمارے گرد مسلط کر دی جائے گی اور ہمیں پتہ نہیں کسی مصیبت میں ڈال دیا جائے گا۔ اسلام دنیا کی زندگی کو آسان اور خوبصورت طریقے سے جینے کا نام ہے۔ اسلام دنیا سے الگ کوئی چیز نہیں ہے ہمارے شب و روز سے ہمارے لین دین سے ہمارے کاروبار سے ہٹ کر کوئی اسلام نہیں ہے۔ اسلام ہے واتبعوہ۔ زندگی کے ہر شعبے میں محمد رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرلو۔ کرو خرید و فروخت کماؤ دولت، اگر دولت کے خلاف ہوتا اسلام تو زکوۃ کیوں نافذ کرتا؟ دولت ہوگی تو زکوۃ ہوگی! دولت مند پہ حج کیوں فرض کرتا؟ دولت ہوگی تو حج کرے گا! دولت کے خلاف نہیں ہے اس لئے کہ اسلام واحد طرز حیات ہے جس نے ارتکاز دولت کا راستہ بند کر دیا اسلام میں دولت ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتی اگر کوئی آدمی ایک سرمایے کو ایک سال تک محفوظ رکھتا ہے تو اُس کا ڈھائی فیصد اُسے قوم کو لوٹانا پڑتا ہے۔

ارتکاز دولت نہیں ہوسکتا اور اگر اُسے پھر بھی خرچ نہیں کرتا تو چالیس برسوں میں باقی کچھ بھی نہیں بچے گا۔ سب واپس آ جائے گا اُس سرکل میں۔ دنیا کے کسی معاشی نظام میں یہ ارتکاز نہیں ہے کہ کہیں ایک جگہ مال جمع ہو جائے گا تو اُسے قانونی طریقے سے واپس سرکولیشن میں لایا جا سکے یہ صرف اسلام کے پاس ہیں۔ لیکن دولت کمانے سے نہیں روکتا۔ ہاں دوسرے کا حق چھیننے سے روکتا ہے چوری سے جوئے سے

اسلام واحد طرز حیات ہے
جس نے ارتکاز دولت کا راستہ
بند کر دیا' اسلام میں دولت
ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی

دھوکے سے دولت کمانے سے روکتا ہے جائز اور حلال طریقے سے محنت کمانے سے نہیں روکتا بلکہ رزق حلال کمانا اس طرح فرض عین ہے جس طرح نماز پنجگانہ فرض عین ہے اور نماز چھوٹی عبادت ہے اس لئے کہ ایک بندے اور رب جلیل کے درمیان ہے۔ رزق حلال کمانا اس سے بڑی عبادت ہے کہ معاشرے کے اور رب کریم کے درمیان ہے اللہ کے بے شمار بندوں کے اور اللہ کے درمیان ہے۔ جو وہاں دیانت داری سے اور حلال طریقے سے کماتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے اُس کی نماز کی لذت بھی الگ ہے اور اُس کی اُس عبادت کا ثواب الگ ہے۔ تو اسلام زندگی کے اسلوب کو ختم کرنے کا نام نہیں کہ آپ شادی نہ کرو۔ آپ اچھا مکان نہ بناؤ آپ اچھی گاڑی نہ رکھو۔ آپ اچھے کپڑے نہ پہنو تو اچھا اسلام ہو جائے گا یہ بات نہیں ہے۔

قصہ گو اور افسانہ نویسوں نے اسلام کی معراج یہ بنادی ہے کہ جی وہ تو بہت ولی اللہ تھے کیسے ولی اللہ؟ انہوں نے شہر چھوڑ دیا وہ کھاتے پیتے کچھ نہیں تھے۔ وہ جنگل میں جا بسے تھے اس لئے وہ بہت بڑے ولی تھے۔ حق یہ ہے کہ بعض پائے کے مشائخ اور اولیاء اللہ ایسے تھے جنہوں نے جنگلوں میں وقت گزارا۔ لیکن اگر آپ تاریخی اعتبار سے تحقیق کریں تو اُن میں سے کوئی بھی اپنے شوق سے جنگل میں نہیں گیا۔ انقلاب آفریں لوگ تھے۔ جنہوں نے لوگوں کا مزاج بدل دیا۔ حکمرانوں نے انہیں شہر بدر کر دیا اور لوگوں پر پابندی لگا دی کہ کوئی اُن سے ملے گا نہیں۔ حکمرانوں نے اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہوئے اُن عظیم لوگوں کو جنہوں نے اتنے کام کئے کہ حکومت کی نظروں میں کھٹکنے لگے تو حکمرانوں نے یہ سمجھا کہ اگر یہ چلتا رہا سلسلہ تو ہماری حکومتیں ختم ہو جائیں گی اور ہمارا ظلم و ستم بند ہو جائے گا۔ لوگ ہماری گرفت سے نکل جائیں گے انہوں نے اُن اہل اللہ کو حکماً شہروں سے نکال دیا۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بہت بڑے بڑے حضرات جب آبادی سے کٹ گئے اور باقی زندگی انہوں نے جنگل میں بسر کی تو اُن کے مراقبات و مقامات جو تھے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ان میں ترقی رُک گئی۔ اُسی مقام پر اُن کا وصال ہوا جس مقام کو لے کر جنگل میں گئے تو میں نے یہ پوچھنے کی جسارت کر لی کہ حضرت مجبوراً گئے تھے حکومت نے حکم سے نکال دیا تھا لوگوں سے ملنا بند ہوا۔ فرمایا بات یہ ہے کہ عمل سے ترقی ہوتی ہے اور عملی زندگی سے تو انقطاع ہو گیا اب اگر ایک آدمی آج فوت ہو جاتا ہے تو جس مقام و مرتبہ پہ فوت ہوگا وہاں عمل منقطع ہو گیا وہیں رہے گا تو وہ جبر سے گئے یا حکمرانوں کے حکم سے گئے وہ شعبہ الگ ہے اُس کا اجر اللہ دینے والا ہے وہ زیادہ دے گا لیکن ترقی جو مراقبات میں تھی وہ تو مرہون منت تھی اُس کام کی جو وہ معاشرے میں کر رہے تھے اور جب کام ہی ختم ہو گیا اب ایک مستری اینٹیں لگانا ہی چھوڑ دیتا ہے اینٹیں ہی ختم ہو گئیں تو دیوار اوپر کیسے جائے گی۔ لیکن قصہ گو لوگوں نے کہانی نویسوں نے ہمیں یہ تصور دے دیا کہ اعلیٰ اسلام یہ ہے جی کہ وہ کھاتا پیتا ہی کچھ نہیں وہ کام کاج بھی کوئی نہیں کرتا اور سب سے اچھا وہ ہے جو کپڑے بھی نہیں پہنتا وہ بہت زیادہ بزرگ ہو گیا ہے خواہ کوئی پاگل ہو جائے اُس کا لباس پھٹ جائے۔

مغرب کی الگ تہذیب ہے ایک الگ معاشرہ ہے جس میں لباس پہننا نہ پہننا برابر ہے ہمارے معاشرے میں کوئی صاحب ہوش آدمی بلا لباس پھرنا یا رہنا پسند نہیں کرے گا۔ تو اسلام کی اس تصویر نے ایک اور مصیبت پیدا کر دی کہ ایک پڑھا لکھا طبقہ جو اقتدار جہاں دینی قوتوں کے پاس آیا وہاں اسلام صرف یہ آیا کہ اس کی ٹی۔وی کی دکان ہے اس کی دکان توڑ دو۔ اس کے پاس ویڈیو کیسٹ ہے اس کی کیسٹیں جلا دو۔ یہ کونسا اسلام ہے؟ اسلام تو بنیادی حقوق دینے کی بات کرتا ہے آپ ایک آدمی کا رزق چھین رہے ہیں کونسا اسلام ہے؟ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے ٹی۔وی توڑ دینے سے دنیا سے ٹیلی ویژن ختم

دنیا کے کسی معاشی نظام میں یہ انتظام نہیں ہے کہ کہیں ایک جگہ مال جمع ہو جائے تو اُسے قانونی طریقے سے واپس سرکولیشن میں لایا جاسکے یہ صرف اسلام کے پاس ہے۔

ہو جائے گا اور ذرائع ابلاغ میں یہ شعبہ نہیں رہے گا تو یہ آپکی جہالت ہے اور اگر دنیا میں رہے گا اور آپ کے پاس نہیں ہوگا تو محروم کون ہوگا؟ آپ ٹی۔وی کو توڑنے کی بجائے ٹی۔وی کو حقائق اور سچائیاں اور حق پہنچانے کا ذریعہ کیوں نہیں بناتے؟ اور میرے خیال میں اب بے حیائی تو ٹی۔وی پر تو میرے خیال میں کوئی نہیں رہی جو ٹی۔وی پر آپ کو نظر آتی ہے یہ اُس کا کروڑواں حصہ بھی نہیں جو انٹرنیٹ پہ ہوتی ہے جو کمپیوٹر پہ اور انٹرنیٹ پہ ہوتی ہے اُس کا کروڑواں حصہ بھی ٹی وی پہ نہیں آسکتا۔ تو کیا انٹرنیٹ اور کمپیوٹر توڑ دیا جائے۔ ہم تو اُس انٹرنیٹ پہ پوری روئے زمین پر ساتھیوں کو ذکر کرواتے ہیں۔ یہ جو تقریر آپ سن رہے ہیں یہ اسی انٹرنیٹ پر آج شام کو دنیا کے ہر کونے میں ساتھی سنیں گے۔ انشاء اللہ۔ تو کمپیوٹر توڑنے سے یہ کام ہوگا یا اُسی آلے کے مثبت استعمال سے ہو رہا ہے۔ ہم نے کمپیوٹر توڑے نہیں اندر کمپیوٹر لگا ہوا ہے تقریر کیمرہ ریکارڈ کر کے سیدھی کمپیوٹر میں بھیج رہا ہے اور آج شام کے ذکر کے بعد جاپان سے لیکر امریکہ تک اور چین سے افریقہ تک جہاں جہاں ساتھی ہیں یا جو عام مسلمان بھی سننا چاہے وہ اپنے کمپیوٹر پر وہاں بیٹھ کر آپ کی یہ ساری جمعے کی تقریر سن لے گا آج شام کو انشاء اللہ۔ تو ہم کمپیوٹر توڑیں تو وہ زیادہ مفید ہے یا اُسے اسلام کا خادم بنائیں تو زیادہ مفید ہے! نفاذ اسلام تو یہ تھا کہ اگر اقتدار دین داروں کے پاس ہے تو سب سے پہلے لوگوں کو زندگی کے وسائل مہیا کرنے کی طرف توجہ دی جائے حلال اور جائز روزگار کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ کاروبار میں بہتری ہو ٹیکسز گھٹا کر اور کارخانوں کی مدد کر کے اُن کو چلایا جائے تاکہ اُس میں عام آدمی کام کر سکے لوگوں کو مزدوریاں ملیں روزگار ملے غذا حلال ملے لوگوں کو اُن کے بچوں کی تعلیم کا کچھ کیا جائے کہ غریب آدمی کا بچہ پڑھ کر بھی۔ بھی اس ایک سرکل کو جو ایک خاص طبقے نے اقتدار کو ایک دائرے میں قید کر رکھا ہے کوئی غریب بھی اُس دائرے کو توڑ کر اُس میں داخل ہو سکے۔

تو صقارہ اکیڈمی یا صقارہ سسٹم آف

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایجوکیشن کیوں بنا تھا اسی غرض کے لئے آج الحمدللہ اس سکول کے پڑھے ہوئے بچے آرمی میں لیفٹیننٹ کرنل ہیں پولیس میں ایس ایس پی کے عہدے تک ہیں۔ اُس ایک سرکل کو توڑنے کے لئے کہ کوئی جرنیل یہاں سے پڑھ کر بھی جائے کوئی سیکرٹری وفاقی یا صوبائی یہاں سے پڑھ کر بھی جائے اور سارے یہ غریب لوگوں کے بچے ہیں۔ عام کسانوں کے بچے ہیں۔

تو اسلام کی خدمت نہ مار دھاڑ میں ہے نہ ڈنڈے ماری میں ہے نہ شور شرابے میں ہے نہ جلسے اور جلوسوں میں ہے نہ کسی کی مخالفت میں ہے۔ تو حکومتوں کی مخالفت لوگ بیان دیتے ہیں اس لئے کہ اُس سے شہرت زیادہ ہو جاتی ہے۔ جلوس میں شاباشا ہو جاتی ہے کچھ چندے آ جاتے ہیں لیکن اسلام یہ ہے کہ آپ ایک ایک بندے کو یہ بات سمجھائیں کہ میرے بھائی تجھے میرے پیچھے نہیں چلنا مجھے بھی اور تجھے بھی دونوں کو محمد رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلنا ہے۔ میں بھی اُس طرح غلام ہوں آقائے نامدار ﷺ کا اور تم بھی اُسی کا کلمہ پڑھتے ہو۔ ہم دونوں کو مل کر اپنے نظام حیات میں اپنی زندگی میں اپنے جینے مرنے میں اپنے کاروبار میں اپنے معاملات میں اپنے تعلقات میں یہ دیکھنا ہے کہ ہم کہاں تک اتباع محمد رسول اللہ ﷺ کا حق ادا کر رہے ہیں اور یہ جو عملی مثال ہوگی یہ کھینچے گی دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف' یہ کیسے اچھے لوگ ہیں اسی طرح کا ہونا چاہئے اور یہ بات تبدیلی کا سبب بن سکے گی۔

بچوں کو دین ضرور پڑھایئے لیکن انہیں دنیوی تعلیم سے محروم مت کیجئے۔ چونکہ آدھا دین یہ دنیوی تعلیم ہے۔ نصف علم یہ ہے۔

ایران میں انقلاب آیا ہم اُن سے اختلاف رکھیں شیعہ سُنی کا ہمارا اپنی جگہ جسے وہ اسلام سمجھتے تھے اُس اسلام کی ریاست انہوں نے بنا لی نا۔ اُس کا سبب جانتے ہیں آپ ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ انہیں اپنے اُن کے جو علما ہیں وہ غیر ممالک کے پی ایچ ڈی ملتے ہیں۔ چلو آپ عام آدمی کو نہیں جانتے اُن کے اسمبلی میں جو علما ہیں اُن کو دیکھ لیں اُن کی جو وزارتوں میں علما ہیں مولوی بھی ہیں اپنا دین بھی انہوں نے پڑھا ہے لیکن انہوں نے پی ایچ ڈی مغرب کی یونیورسٹیوں سے کی ہے۔ ڈاکٹر ہیں سارے ہم سے کوتاہی یہ ہوئی کہ جو طبقہ دین کی طرف آیا اُس نے صرف دین ہی پڑھا اُس نے دنیا کو جاننا غیر ضروری سمجھا۔ کچھ دنیادار حکمرانوں نے کوشش بھی کی کہ ہمارے بچوں کے علاوہ دوسروں کے بچے نہ پڑھ سکیں۔ سرکاری سکولوں میں کیا ہو رہا ہے؟ کیا یہ سارے لوگ حکومت نہیں جانتی کہ ستر بچے امتحان دینے جاتا ہے ستر فیل ہو جاتا ہے۔ تہتر بچے ایک سکول کے دسویں کے امتحان میں گئے تھے تین پاس ہوئے ستر فیل کیا حکومت نہیں دیکھ رہی؟ کیا ایکشن لیا حکومت نے؟ وہ لینا ہی نہیں چاہتے ہیں کہ بچے نہ پڑھیں۔ اس لئے کہ اُن کے اپنے بچے اس ملک میں پڑھتے ہی نہیں اور اس ملک میں پڑھتے ہیں تو اُن سکولوں میں پڑھتے ہیں جو باہر کے ممالک کے ساتھ ''ریلیٹڈ'' Related ہیں اور اُس سٹنڈرڈ کا پڑھاتے ہیں اول تو اُن ہیں یا پھر پڑھتے ہی باہر ہیں اور وہاں سے آ کے اسلام آباد آ جاتے ہیں۔ ہم سے بھی یہ سستی ہوئی کہ جو بچہ ہم نے دین کی طرف بھیجا ہے تو ہم نے کوئی صحیح تندرست بچہ بھیجا نہیں۔ کوئی غریب یتیم کوئی لولا لنگڑا دماغی طور پر معذور کوئی معاشی طور پر محتاج اُسے دیا دینی مدرسہ کو اور جسے دیا اُسے اُدھر ہی دے دیا پھر اُسے دوسری طرف آنے نہیں دیا

تو میرے بھائی جب تک عام آدمی اسلام کو اپنا نہیں لیتا' کیا مذہب صرف مولوی صاحب کا ہے آپ کا نہیں؟ اللہ صرف پیر صاحب کا ہے آپ کا نہیں؟ نبی صرف مولوی صاحب اور پیر صاحب کا ہے آپ کا نہیں؟ دین صرف پیر صاحب اور مولوی صاحب کا ہے آپ کا نہیں؟ ہم سب کا ہے ہر ایک انفرادی طور پر اپنی ذمہ داری جب مسلمان محسوس کرے گا تو پھر اس نفاذ اسلام کو کوئی طاقت دنیا کی روک نہیں پائے گی۔ فلاں مولانا کر دیں گے یا فلاں پیر صاحب کر دیں گے یہ اس طرح کرنے کا کام نہیں یہ اپنے کرنے کا کام ہے۔

اللہ کریم ہمیں اس کی سمجھ بھی دے توفیق بھی دے اس ملک کو ہمیشہ قائم رکھے اور اس پر دین برحق کی حکومت قائم فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

انبیا علیہم الصلوۃ والسلام جو
فن سکھاتے ہیں اُسکا تعلق ہی دل سے
ہے اور جب دل میں اللہ آجاتا ہے یا دل
ایک خاص کیفیت کو اپنالیتا ہے تو دماغ لامحالہ
اُس کی اطاعت کرتا ہے۔ لہذا انبیاء علیہم الصلوۃ
والسلام صرف تھیوری پر بحث نہیں فرماتے
بلکہ دلی کیفیات عطا فرماتے ہیں جو
نبوت کے فرائض میں
سے ہے۔

تعاون
اسلم ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
مینوفیکچررز
آف PC یارن
پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد
667571
667572

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہمارے ہاتھوں اسلام غالب کیوں نہیں ہوتا؟

چھ ارب آبادی ہے دنیا کی چھ سو کروڑ تقریباً اور اس میں دو ارب دو سو کروڑ مسلمان ہیں ہر تیسرا بندہ مسلمان ہے۔ روئے زمین پر ہر تیسرا بندہ کلمہ گو ہے لیکن ہمارے ہاتھوں اسلام غالب کیوں نہیں ہوتا؟ اس لئے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کفر بھی راضی رہے اور ہم مسلمان بھی رہیں! جن کو فتح نصیب ہوگی ان کے دامن میں ان کی بغلوں میں کفر کی تاریکی نہیں ہوگی۔ انہیں کفر سے صلح یا کفر سے دوستی یا کفر سے کچھ مانگنے کا لالچ نہیں ہوگا بلکہ وہ کفر کے خلاف ہوں گے ہم کفر کے غلام ہیں' ہم کافروں کے غلام ہیں' ہم کافروں جیسا بننا پسند کرتے ہیں' ہم کافروں کی طرح رہنا سہنا پسند کرتے ہیں' ہم کافروں کی غلامی پہ خوش ہیں اس لئے یہ کام ہمارے ہاتھوں نہیں ہو رہا۔ ہم تو وہ ہیں جو چاہتے ہیں کہ شب کی سیاہی کو بھی بغل میں رکھوں اور میں سورج کے سامنے بھی رہوں

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 15-10-04

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ محمد والہٖ واصحابہ اجمعین

اعوذ باللہ من الشطن الرجیمo
بسم اللہ الرحمن الرحیمo

ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہo فسینفقو نھا ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون۔ والذین کفرو الی جھنم یحشرونo لیمیز اللہ الخبیث من الطیب ویجعل الخبیث بعضہ علی بعض فیرکمہ جمیعا فیجعلہ جھنمo اولیک ھم الخسرون۔ قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفرلھم ماقد سلف۔ وان یعودو فقد مضت سنت الاولین۔ وقاتلو ھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ فان انتھوا فان اللہ بما یعملون بصیرo وان تولوا فاعلموا ان اللہ مولکمo نعم المولیٰ ونعم النصیرo الانفال ۳۸ تا ۴۰

اللھم سبحنک لاعلمنا الا ماعلمتنا انک انت العلیم الحکیمo

ذکر کی توفیق ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ذکر مقبول ہے ورنہ توفیق سلب ہو جاتی ہے۔

مولایا صل وسلم دائما ابدا علی حبیب من زانت بہ العصرo

یہ آیات مبارکہ نویں پارے میں سورۃ الانفال میں اور اس کے سترہویں رکوع میں ہیں۔ یہاں نواں پارہ ختم ہو رہا ہے اور دسواں پارہ اگلی آیت کریمہ سے شروع ہوتا ہے۔

اسلام خلوص نیت اور حسن کردار کا نام ہے' اسلام عملی زندگی کا نام ہے' اسلام قصہ کہانی نہیں ہے' اسلام روایتوں اور رواجوں میں بھی نہیں ہے' دین اسلام ایک مکمل ترین ضابطہ حیات ہے جو اپنے نزول سے لیکر قیام قیامت تک جب تک دنیا آباد ہے تمام نوع انسانی کے لئے ہے۔ چونکہ یہ قیامت تک کے انسانوں کے لئے ہے اس لئے یقیناً دین باقی رہے گا' محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت جاری وساری رہے گی اور اسلام مغلوب نہیں ہوگا۔ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے شعبان المعظم جا رہا ہے ہمیں بڑی امیدیں وابستہ ہیں رحمت باری سے کہ رمضان المبارک رحمتوں کا دروازہ ہے۔ اس طرح شعبان المعظم بھی اپنی اہمیت رکھتا ہے کہ نبی کریم ﷺ شعبان کے روزے بھی رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ

''شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ جل شانہٗ۔ شعبان شھری ورمضان شھر اللہ'' او کما

www.naqshbandiaowaisiah.com

قال رسول اللہ ﷺ ۔

ہم اگر سوچیں تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ جو نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرا مہینہ ہے اس میں ہم نے کیا پایا؟ ہم نے کتنی رحمت الٰہی وصول کی؟ آج ایک خط تھا کسی عزیز کا کہ نماز میں کیفیت نہیں بنتی یا ذکر میں کیفیت نہیں بنتی یا اُسے کشف یا مشاہدہ نہیں ہوتا تو وہ کیسے سمجھے کہ میرا ذکر مقبول ہے۔

تو میں نے اُسے لکھا ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ذکر کی توفیق ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ذکر مقبول ہے ورنہ توفیق سلب ہو جاتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کردار سے پتہ چلتا ہے کہ میں جو محنت کر رہا ہوں اُس کا کوئی اثر بھی ہے اُس کے لئے کشف کی یا کیفیت کی ضرورت نہیں ہے۔ کشف ہوتا بھی ہے کشف نہیں بھی ہوتا' کیفیت بنتی بھی ہے اور بعض اوقات کیفیت نہیں بنتی' یہ چیزیں ضروری نہیں ہیں۔ بندہ کوئی لذت کے لئے تو نماز ادا نہیں کرتا' اطاعت الٰہی کیلئے کرتا ہے اُس کے قاعدے ضابطے حصول لذت کے لئے نہیں ہیں بلکہ تعمیل ارشاد باری کے لئے ہیں۔ اب اُس سے حاصل کیا ہوتا ہے؟ کیسے پتہ چلے کہ یہ مقبول ہے؟ اللہ کریم نے فرمایا

ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔

اصول بیان کر دیا قرآن نے کہ اللہ کی عبادات ذکر الٰہی بھی عبادات میں سے ہے' صلوٰۃ بھی عبادات میں سے ہے' تلاوت تسبیحات بھی عبادات میں سے ہیں تو جو عبادتیں آپ کرتے ہیں اُن کا حاصل یہ ہے کہ بندے میں حیا پیدا ہو جاتی ہے اور بے حیائی کے کاموں سے رُک جاتا ہے اور اُس میں خلوص آ جاتا ہے اور فحش کاموں سے گناہ سے رُک جاتا ہے اور نیکی کی طرف چل پڑتا ہے۔ تو میں نے کہا اس کا معیار یہ ہے کہ عمل میں اصلاح ہونا شروع ہو گئی۔

یخرجھم من الظلمٰت الی النور۔ تاریکی

کوئی کہے کہ نصف شب کی تاریکی بھی میرے ہم رکاب ہو اور نصف النہار کا سورج بھی میرے سر پہ ہو تو یہ تو ناممکن ہے۔

سے روشنی کی طرف ظلمت سے نور کی طرف سفر شروع ہو گیا' برائی چھٹنے لگی' نیکی پسند آنے لگی' توفیق نیکی کی ملنے لگی تو مقبول ہے۔ ہمارا عالم یہ ہے کہ غریب دیگیں پکاتا ہے اور امیر عمرے پہ چلا جاتا ہے۔ جس کے پاس پیسے ہیں وہ عمرے پہ چلا جاتا ہے اور جس کے پاس کم ہیں وہ دیگیں پکا لیتا ہے۔ کسی ایک دن کسی ایک رات کسی ہفتے کو کس کے پاس اتنا بھی نہیں ہے تو وہ مسجد میں افطاری کرا دیتا ہے کوئی مسجد میں نہیں کرا سکتا بہت غریب ہے تو کسی ایک آدھ بندے کی کرا دیتا ہے یہ سارے کام بھلے ہیں اچھے کام ہیں لیکن صرف ان پہ اکتفا کرنا دین نہیں ہے کہ جی میں نے عمرہ کر لیا جی بس سب کچھ ہو گیا میں نے افطاری کرا دی تو سب کچھ ہو گیا۔ سب کچھ تب ہی ہو گا جب ہماری اپنی عملی زندگی میں مثبت تبدیلی آئے گی۔ عرصہ محشر میں جو حساب ہو گا وہ ہمارے کردار کا ہو گا اور اب کوئی بندہ یہ کہے کہ مجھے دن کے اُجالے میں بھی رہنا ہے لیکن مجھے رات کی تاریکیوں سے پیار بڑا ہے میں اُن کو ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تاریکیوں کو ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو اُجالے میں آ نہیں سکتا اب سورج کے سامنے آئے گا تو تاریکی رہ نہیں سکتی۔ یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ اب کوئی کہے کہ نصف شب کی تاریکی بھی میرے ہم رکاب ہو اور نصف النہار کا سورج بھی میرے سر پہ ہو تو یہ تو ناممکن ہے۔

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے مثنوی میں مزے دار قصہ لکھا ہے کہ پھول اور نام کھدواتے تھے بازوؤں پر اور مختلف تصویریں بنواتے تھے تو ایک چھوٹی سی وہ آجکل مشین بن گئی ہے لیکن اُس زمانے میں وہ سوئی ڈبو کر اُس میں سیاہی میں تو اس طرح چبھوتے تھے تو وہ جلد کے اندر سیاہی چلی جاتی تھی پھر وہ دھونے اور دھلانے سے نہیں مٹتی تھی۔ آجکل چھوٹی چھوٹی مشینیں بن گئی ہیں اُن میں سیاہی بھی ہوتی ہے وہ اس طرح چلاتے جاتے ہیں اور وہ سوئی جس طرح کپڑا سینے کی سوئی ہو جسم سے جب وہ اس طرح مس

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرتی ہے خود بخود چلنے لگتی ہے اور وہ بن جاتا ہے۔ آپ نے یورپین لوگوں کو دیکھا ہوگا اکثر نے وجودوں پہ بوٹے بنوا رکھے ہوتے ہیں۔ تو کسی نے اُس کو کہا کہ میرے بازو پہ شیر بنا دو۔ بنا دیتا ہوں بھائی۔ اُس نے جیسے وہ سوئی چبھوئی تو اُسنے پوچھا کیا بنا رہے ہو؟ درد ہوا نا تو اُس نے پوچھا کیا بنا رہے ہو؟ شیر بنا رہا ہوں شیر کی کونسی جگہ بنا رہے؟ اُس نے کہا بھئی سارا شیر بنانا ہے ٹانگیں بنانی ہیں پیٹ بنانا ہے دم بنانی ہے۔ سر بنانا ہے اُسنے کہا یار دم کو اور ٹانگوں کو اور پیٹ کو چھوڑو۔ تم صرف سر بنا دو۔ بس ٹھیک ہے سر بنا دیتا ہوں۔ شیر کا سر بنا دو۔ اُس نے پھر سوئی چبھوئی تو پھر درد ہوا کیا بنانے لگے ہو؟ سر بنانے لگا ہوں۔ اُس نے کہا سر کو رہنے دو یار چھوڑ اور بنا دو اور کیا بناؤں بھائی اچھا کان بنا دو۔ آخر سوئی تو چبھونی تھی پھر اُس نے کہا بغیر کان کے بھی ٹھیک ہے۔ کان رہنے دو اور بنا دو باقی بنا دو پھر سوئی چبھوئی۔ اب کیا بنانے لگے ہو آنکھ اُسنے کہا آنکھ بھی رہنے دو۔ ویسے شیر بنا دو۔ مقصد یہ تھا کہ جسم میں سوئی نہ چبھے اب درد تو ہوتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں اُس نے سوئی رکھ دی اور بیٹھ گیا۔

[illegible]

[illegible]

وہ پورا قصہ پیچھے مثنوی میں ہے۔ مجھے وہ یاد نہیں ہے ایک شعر ذہن میں آ گیا

[illegible]

بغیر سر کے بغیر کانوں کے بغیر آنکھوں کے شیر کسی نے دیکھا ہے۔

[illegible]

ایسا شیر تو اللہ نے پیدا نہیں کیا میں کیسے بنا دوں۔ جس کی آنکھ بھی نہ ہو کان بھی نہ ہوں سر بھی نہ ہو اور شیر بھی ہو تو کیسے بن جائے گا۔ ایسا شیر تو قدرت نے پیدا نہیں کیا۔

اب رب العلمین نے اپنے نظام میں

اب رب العلمین نے اپنے نظام میں شب کی سیاھی کا دن کے سورج سے کوئی رشتہ نہیں رکھا دونوں میں سے ایک رھتا ھے۔

شب کی سیاہی کا دن کے سورج سے کوئی رشتہ نہیں رکھا دونوں میں سے ایک رہتا ہے۔ یہی بات وہ انسان کے کردار پر لاگو فرماتا ہے۔ فرماتا ہے کہ یقینا کافر جو ہیں وہ اپنے وسائل اسلام کا راستہ روکنے پہ لگا دیتے ہیں۔ ان الذین کفروا ینفقون موالھم لیصدوا عن سبیل اللہ o یقینا جو کافر ہیں وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں اپنے وسائل اپنے ذرائع اس بات پہ صرف کر دیتے ہیں کہ اللہ کے دین کا راستہ روکا جائے۔ ہمارے سامنے ہیں آج کے حالات اگر امریکہ کے پاس طاقت آ گئی ہے تو کافر ملک ہے کافر حکومت ہے اور اُس کے پاس بے پناہ وسائل ہیں لیکن سارے وسائل اُس نے ایک بات پہ جھونک دیے ہیں کہ کہیں کوئی ریاست اسلامی نہ بن جائے۔ افغانستان کی تباہی کا سبب صدر امریکہ نے جو خود کہا میں نے اُس کی زبان سے سنا سٹیلائیٹ پہ اپنی تقریر میں اُس نے کہا کہ

They were going to finish our culture around the globe.

کہ یہ جو چھوٹی سی حکومت بن گئی تھی یہ ہماری تہذیب کو تو روئے زمین سے مٹا دینے کے درپے تھے۔ یہ ہماری تہذیب۔ تہذیب کیا ہوتی ہے؟ ہر قوم کا رہن سہن۔ ہماری تہذیب اسلام ہے اُن کی تہذیب کفر ہے' جو اُن کی تہذیب ہے اس نے کہا یہ ہماری تہذیب کے لئے خطرہ تھے اور یہی اصل بات ہے' وجہ جنگ' عراق ایک خوشحال ملک تھا بڑے الزام لگائے وہ ہتھیار' یہ ہتھیار' وہ ہتھیار' کہاں ہیں ہتھیار'؟ کوئی نہیں ملے لیکن ملک تباہ کر دیا اس لئے کہ ایک مسلم ملک جو ہے وہ ترقی کر رہا تھا۔ تو یہاں قرآن کریم نے اس کی نشاندہی چودہ سو سال پہلے فرمائی کہ ان الذین کفروا اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جو لوگ کفر پہ ڈٹ جاتے ہیں وہ اپنے وسائل اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنے پہ خرچ کر دیتے ہیں۔ پھر نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ قرآن فرماتا ہے۔ فسینفقو نھا۔ وہ خرچ کرتے رہیں انہیں خرچ کرنے دو انہیں زور

www.naqshbandiaowaisiah.com

اگانے دو۔

ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون o انہیں آخیر اس بات پہ حسرت ہوگی کہ ہم اپنے سارے وسائل بھی لگا چکے اور اُس کے بعد انہیں اسلام کے سامنے سرنگوں بھی ہونا پڑے گا۔ ثم یغلبون۔ پھر مفتوح بھی ہوں گے۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ رات کتنی گہری ہو جائے تاریکی کتنی گہری ہو جائے آخر سورج اُس کا سینہ چھلنی کر دیتا ہے۔ کفر کا غلبہ کتنا ہو جائے' دوام کفر کو نہیں ہے دوام دین کو ہے' نور کو ہے' حق کو ہے کفر کو مغلوب ہونا ہے بالآخر۔ اور جو کچھ اللہ کہہ رہا ہے یہ میرا بھی ایمان ہے اور آپ کا بھی ایمان ہے تمام مسلمانوں کا ایمان ہے کہ یقیناً فتح اسلام کی ہوگی۔ ہم سوچیں کہ یہ فتح ہمارے ہاتھوں کیوں نہیں ہوتی؟ اگر اسلام ہی فاتح ہے تو کم از کم دو سو کروڑ دو ارب مسلمان ہیں ہم دنیا میں دو سو کروڑ' دو ارب مسلمان ہیں۔ دو سو ارب' چھ ارب آبادی ہے دنیا کی چھ سو کروڑ تقریباً اور اُس میں دو ارب دو سو کروڑ مسلمان ہیں ہر تیسرا بندہ مسلمان ہے۔ روئے زمین پر ہر تیسرا بندہ کلمہ گو ہے لیکن ہمارے ہاتھوں اسلام غالب کیوں نہیں ہوتا؟

اس لئے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کفر بھی راضی رہے اور ہم مسلمان بھی رہیں!

جن کو فتح نصیب ہوگی اُن کے دامن میں اُن کی بغلوں میں کفر کی تاریکی نہیں ہوگی۔ انہیں کفر سے صلح یا کفر سے دوستی یا کفر سے کچھ مانگنے کا لالچ نہیں ہوگا بلکہ وہ کفر کے خلاف ہوں گے ہم کفر کے غلام ہیں' ہم کافروں کے غلام ہیں' ہم کافروں جیسا بننا پسند کرتے ہیں' ہم کافروں کی طرح رہنا سہنا پسند کرتے ہیں' ہم کافروں کی غلامی پہ خوش ہیں اس لئے یہ کام ہمارے ہاتھوں نہیں ہو رہا۔ ہم تو وہ ہیں جو چاہتے ہیں کہ شب کی سیاہی کو بھی بغل میں رکھوں اور میں سورج کے سامنے بھی رہوں۔ رمضان آ رہا ہے مجھے جنت بھی مل جائے اور سارا کفر بھی میری بغل میں ہو! بھئی کفر جنت میں کہاں جائے گا وہ تو

> رات کتنی گہری ہو جائے تاریکی کتنی گہری ہو جائے آخر سورج اُس کا سینہ چھلنی کر دیتا ہے کفر کا غلبہ کتنا ہو جائے' دوام کفر کو نہیں ہے دوام دین کو ہے' نور کو ہے' حق کو ہے کفر کو مغلوب ہونا ہے بالآخر

تجھے بھی اپنے ساتھ جہاں کفر نے جانا ہے تو اُس سے چمٹا رہے گا تو تجھے بھی وہیں لے جائے گا خطرہ اس بات کا ہے لیکن اللہ نے فرمایا کہ کرنے دو انہیں خرچ۔ ثم تکون علیھم حسرۃ o آخر ایک دن وہ پچھتائیں گے کہ ہم نے اپنے وسائل بھی برباد کئے۔ ثم یغلبون. پھر وہ مفتوح بھی ہوں گے اُن پر غلبہ بھی ہوگا مسلمان کا اور کافر کا کیا ہے۔

والذین کفروا الیٰ جھنم یحشرون o کافروں کو تو اللہ ہنکا کر جہنم کی طرف لے جائے گا۔ لیمیز اللہ الخبیث من الطیب o کہ ناپاک اور پاکیزہ کو خبیث اور طیب کو یکجا نہیں رہنے دے گا۔ طیب اہل جنت ہوں گے۔ خباثت کو جہنم میں جانا ہوگا اور اُس سے الگ ہونا ہوگا۔ ویجعل الخبیث بعضہ' علیٰ بعض. تمام خبیثوں کو اگلے پچھلوں کو اٹھا کر دے گا' آپس میں ملا دے گا۔

فیرکمہ' جمیعاً فیجعلہ' فی جھنم. سب کو اکٹھا کرے گا اور سب کو جہنم میں جھونک دے گا۔ اولیک ھم الخسرون. حقیقی نقصان اٹھانے والے یہ لوگ ہیں۔ پھر فرمایا میرے حبیب ﷺ ان کافروں سے کہہ دو۔ واہ کیا شان ہے اُس کی فرماتا ہے قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفرلھم ماقد سلف. ان کافروں سے کہہ دو میرے حبیب ﷺ آج بھی باز آ جاؤ جو کر چکے ہو سارا معاف کر دوں گا لیکن شرط کیا ہے؟ باز آ جاؤ' اب تو کفر کو چھوڑ دو' یعنی کافر اسلام کے خلاف جو کچھ کرتا رہا ہے جب وہ باز آ جائے چھوڑ دے توبہ کر لے فرمایا جو کر چکا ہے وہ معاف کر دوں گا آئندہ اسلام قبول کر لے۔ اُسکی رحمت کا کوئی اندازہ ہے۔ لیکن وہ یہ بھی فرماتا ہے وان یعودوا۔ اگر اس پہ قائم رہے۔ فقد مضت سنت الاولین۔ پھر دنیا میں جو پہلے کافروں کا حشر ہوا وہ تمہارے سامنے ہے۔ تم سے بڑے بڑے طاقتور اور ایسے ایسے طاقتور جنہوں نے دنیا پہ اپنے آپ کو معبود

www.naqshbandiaowaisiah.com

کہلوایا اور سجدے کروائے اُن کا کیا حشر ہوا' پہلے کافروں کا حشر تمہارے سامنے ہے وہی تمہارا بھی ہوگا۔

اب مومن جو ہے اُس کا کیا کام ہے۔ فرمایا۔ وقاتلوھم حتیٰ لاتکون فتنۃ' ویکون الدین کلہ' للہ. مومن کے ذمہ ہے کہ کافر سے جہاد کرے اور تب تک کرتا رہے کہ روئے زمین پر کسی گوشے میں کوئی فساد باقی نہ رہے۔

وقاتلوھم. جہاد کرو۔ اُن سے قتال کرو اُن سے حتیٰ لاتکون فتنۃ' ویکون الدین کلہ' للہ. یہاں تک کہ روئے زمین پر امن قائم ہو جائے کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور سارے کا سارا دین خالص اللہ ہی کا غالب ہو جائے۔

فان انتھوا. کسی وقت بھی وہ باز آ جائیں کسی وقت بھی وہ ظلم وزیادتی سے رُک جائیں۔ فان للہ بما یعملون بصیر "تو جو وہ کریں گے اللہ اُس سے واقف ہے اور اُسے دیکھ رہا ہے۔

وان تولوا. اور اگر کافر اپنے کفر پہ ہی اڑے رہیں۔ فاعلموا. تو اے ایمان والو اُس کو یاد کرلو سمجھ لو۔ ان اللہ مولکم. اللہ تمہارا دوست ہے اللہ تمہارے ساتھ ہے نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ کیا خوب مولا ہے کیا خوب مالک ہے اور کیا خوب مدد کرنے والا ہے۔ تمہیں کسی کی کیا فکر ہے' تمہیں کسی کی کیا پرواہ ہے۔ تمہارے ساتھ تو اللہ ہے۔

قرآن کریم نے تو بات صاف صاف کر کے بتا دی۔ لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ قتال تو کجا جہاد تو دور کی بات جو اللہ کی راہ میں لڑ رہے ہیں اللہ اُن کا جہاد قبول فرمائے۔ ایسے ہی خوش نصیب ہوں گے جو بالآخر اسلام کے غلبے کا سبب بنیں گے۔ لیکن ہم کیا ہیں؟ اگر ہم جہاد

> روسی جہاں آئے انہوں نے مساجد ویران کیں اُن کی بے حرمتی کی اُن میں قتل عام کیا لوگوں کو تکلیف دی کسی کلمہ گو کو تو یہ زیب نہیں دیتا

نہیں کر سکتے تو کم از کم کفر کے ساتھ تعاون تو نہ کریں۔ ہمارا تو اوڑھنا بچھونا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا ملنا ملانا دوستی دشمنی' جدھر دیکھو وہاں کفر کا رنگ غالب ہے کاروبار ہے کسی کے پاس چار پیسے ہیں تو وہ سود کھا رہا ہے کاروبار کے نام پر لوگوں کو دھوکا دے رہا ہے جیبیں کاٹ رہا ہے' بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے' بھرے بازار میں لوگوں کی جانیں لی جا رہی ہیں' عبادت خانوں میں بم پھینکے جا رہے ہیں' یہ کونسا جہاد ہے؟ یہ کونسا اسلام ہے؟ اسلام تو یہ ہے کہ روئے زمین پر فتنہ نہ رہے اور امن قائم ہو جائے اور اللہ کی حکمرانی قائم ہو جائے تو خود بستے شہروں کو اجاڑ دینا کہاں کی مسلمانی ہے! میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ دہشت گردی کرنے والے یہ کافروں کے ایجنٹ بنے ہوئے ہیں اور بے گناہ بے قصور لوگوں کو قتل کرتے ہیں کم از کم اللہ کے گھر میں تو امن ہونا چاہئے تھا۔

ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین. مسجد کا یا معبد کا احترام ہے کہ مسجد میں داخل ہوں تو لرزاں وترساں کہ اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے جا رہا ہوں چہ جائیکہ مسجد میں بھی گولیاں چلائی جائیں اور بم چلائے جائیں۔ تو یہ تو کافروں کا وطیرہ تھا تاتاریوں نے مساجد ویران کیں۔ روسی جہاں آئے انہوں نے مساجد ویران کیں اُن کی بے حرمتی کی اُن میں قتل عام کیا لوگوں کو تکلیف دی۔ کسی کلمہ گو کو تو یہ زیب نہیں دیتا اور جو مسلمان خود امن کو تباہ کرنے پہ تلے ہوئے ہیں جو مسلمان عبادت گاہوں کو بے قصوروں کو بازار میں مزدوری کرنے والوں کو بس میں سفر کرنے والوں کو ٹرین اور گاڑی پہ جانے والوں کو تباہ کر دیتے ہیں' یہ اسلام نہیں ہے۔ اسلام سلامتی ایمان سے لیکر سلامتی عمل تک۔ اسلام اپنی ذات سے لیکر کائنات کے امن تک کا ذمہ دار ہے۔ اسلام میں تو وہ وسعت ہے کہ اللہ کریم کا اعلان آپ نے سُنا کہ کوئی کتنا بھی کفر کر چکا ہے کسی وقت باز آ جائے توبہ کر لے تو میری رحمت موجود ہے اُس کی دستگیری کے لئے۔ تو میرے بھائی ہم تو رسومات میں کھو گئے ہیں ابھی شعبان آ گیا اس میں وہ شب برات آ گئی ہے اُس میں دیگیں پکاؤ تو جنت مل جائے گی کسی نے

www.naqshbandiaowaisiah.com

پٹاخے چلا لئے کسی نے موم بتیاں جلا لیں اب رمضان شریف آ گیا ہے جی تو عمرہ کرآؤ دوڑ کر آؤ پتہ کھجوریں مسجد بھیج دو دیگیں پکا لو۔ یہ سارے اچھے کام ہوں گے کہ اگر کوئی اسلام کے ساتھ ان کا کوئی رشتہ ایسا نہیں ہے کہ یہ آپ پر جنت واجب کردیں۔ ہر عبادت کا رشتہ عملی زندگی کے ساتھ ہے اور یاد رکھیے! اپنا محاسبہ اور محاکمہ کیجئے کہ شعبان المعظم میں میری کیا اصلاح ہوئی' رمضان شریف میں مجھ میں کیا تبدیلی آئی' میری سوچ اور فکر میں کیا تبدیلی آئی' میرے کردار میں کیا تبدیلی آئی' یہ وقتی رنگ ہے جو ہم پہ چڑھ جاتا ہے۔ رمضان آ گیا مساجد بھر گئیں عید کا چاند دیکھا عید پڑھ کر چلے گئے باقی وہی با بے رہ جاتے ہیں لولے لنگڑے جو پہلے تھے۔تو اسلام کسی وقتی یا لمحاتی عمل کا نام نہیں ہے یہ تو واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔ تادمِ آخر اس پہ قائم رہنے کا نام ہے ایسی تبدیلی اللہ نصیب کرے کہ تادم واپسیں وہ خوبصورت تبدیلی جس میں حق وانصاف ہو' محبت ہو' سلامتی ہو' اللہ کی دنیا پہ امن کا قیام ہو' اللہ کے بندوں کو ہم سے تحفظ ملے' جان مال آبرو کا تحفظ' پیار اور محبت ملے' تو بات بنے۔تو میرے بھائی سب سے بڑی اور ضروری بات یہ ہے لوگوں کو چھوڑیے اپنا محاسبہ کیجئے اپنا اندازہ کیجئے میں نے کیا کھویا کیا پایا۔ محاسبہ کرنے سے اللہ کریم توفیق دیتا ہے اصلاح کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین ٥

انسان

>>>>><<<<<<

جسم وجان سے ہے مرکب ہم جسے انسان کہیں
ہیں الگ ان کے تقاضے کہ جدا ہیں خلقتیں
حادث وفانی ہے اک تو غیر فانی دوسرا
نقل ہے سب کی نظر میں اصل ہے ہم سے چھپا
حضرت انساں عجب مجموعہء اضداد ہے
جسم جس سے پائے فرحت اس سے جاں ناشاد ہے
جسم انساں ہوگا فربہ لے اگر مادی غذا
ہو توانا روح اس کی جو کرے ذکرِ خدا
جسم ہو جائے فنا جب روح کا ہو انتقال
ان کی یکجائی بشر میں ہے کمالِ ذوالجلال
ہو بشر بے جان گر تو لاش کہلاتا ہے یہ
روح کا عالم جُدا ہے کہ ہے ربی امر سے
یہ ہے مسجود ملائک جاں ہے گر اس کی قوی
مضمحل ہو جائے تو حیواں سے ہے بدتر یہی
رُوح کی بالیدگی ہے وجہ توقیر بشر
یہ اگر بیمار ہو تو ہے سراپا پُر خطر
عصر حاضر ہے اویسی ایک دورِ انحطاط
رُوح سے بیگانگی ہے اور تلاش انبساط

انجینئر عبدالرزاق اویسی ٹوبہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

نسبتِ اویسیہ کا کمال

آج ایک سوال تھا اور بڑا عجیب سوال تھا اور بہت سے اُس میں بڑا المباخط تھا اور بہت سے کتابوں کے اقتباسات تھے۔ سوال کا خلاصہ یہ تھا کچھ بزرگوں کا نام لے کر انہوں نے حوالے دیئے ہوئے تھے کہ انہوں نے اتنے مجاہدے کئے' اتنی مشقتیں اٹھائیں' اتنے راتوں کو جاگے' اتنے روزے رکھے' اتنے نفل پڑھے' اتنی تسبیحات پڑھیں تب جا کر انہیں ایک حد تک کچھ درد دل یا دولت دل نصیب ہوئی! جبکہ ہمارے ہاں لوگوں کا کردار بھی عام سا ہے' وہ ورع تقویٰ بھی نہیں ہے' مجاہدہ بھی نہیں ہے اور کیفیات ہیں؟

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 24-09-04

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

الا بذکر اللہ تطمئنُ القلوبo

اللھم سبحنک لا علمنا الا ما علمتنا

انک انت العلیمُ الحکیمo

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک من زانت بہ العصر

ارشاد باری تعالےٰ ہے کہ دلوں کا قرار اللہ کی یاد میں ہے۔ دل کا اطمینان یا دل کا قرار یا دل کا مطمئن ہونا' ایک کیفیت ہے ایک حالت ہے۔ دل کا اپنا ایک جہان ہے ضروری نہیں کہ عالم آب وگل میں اُس کی تکمیل بھی ہو کیونکہ یہ خاصہ جنت کا ہے جس کے بارے اللہ جل شانہٗ نے خبر دی جس کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت میں سے کسی دوسرے کا لباس جنتی کا دیکھا دل میں یہ خواہش آئی کہ مجھے بھی ایسا لباس مل جاتا تو اُسے تکلف نہیں کرنا پڑے گا بلکہ اُس کا لباس اُسی وقت ویسا ہو جائے گا۔ اُتارنے پہننے کا تکلف بھی نہیں ہوگا کہ اُسے مل جائے اور پھر وہ اگلا اُتارے اور پہنے جو اُس نے پہنا ہے' وہی ویسا ہو جائے گا۔ اب جو خصوصیت جنت کی ہے ظاہر ہے وہ دنیا میں تو حاصل نہیں ہو سکتی۔ دنیا کے تو اپنے حالات ہیں اپنی خصوصیات ہیں لیکن یہ ذکر الٰہی سے دل کو قرار کیسے آ جاتا ہے؟ مطمئن کیسے ہو جاتا ہے؟ ذکر الٰہی اگر اسے واقعی نصیب ہو جائے تو اس کی سب سے پہلی آرزو جو ہوتی ہے سب سے بڑی خواہش جو ہوتی ہے وہ وصال الٰہی اور قرب الٰہی بن جاتی ہے اور جب دل ذاکر ہوتا ہے تو ہر آن اُسے وصال الٰہی کی لذتوں میں اضافہ نصیب ہوتا ہے۔ وصال الٰہی کی بھی کوئی کیفیت ایسی نہیں ہے کہ اللہ کسی ایک جگہ پر پابند ہے اور کوئی اُس کے قریب چلا گیا اور قریب چلا گیا' اللہ تو ہر جگہ موجود ہے' بات محسوس کرنے کی ہے کہ کس نے کس طرح سے محسوس کیا! اگر دل ذاکر نہ ہو تو اُس سے بے بہرہ رہتا ہے لیکن جب دل ذاکر ہوتا ہے تو ہر شخص کی کیفیات الگ ہوتی ہیں۔ اُس کا ورع تقویٰ کیسا ہے؟ اُس کا رزق کیسا ہے؟ وہ کتنا حلال کھاتا ہے؟ وہ کتنا سچ بولتا ہے؟ وہ کتنا احکام شریعت کی تکمیل میں سرگرم ہیں؟ کتنا اتباع سنت کرتا ہے؟ تو جتنا ہر بندے کا ایک اپنا حال ہے' ہر بندے کے کردار کی ایک اپنی صورت ہے اور اُس کے مطابق قلب ذاکر کو قرب الٰہی کی مختلف کیفیتیں اور لذتیں محسوس ہوتی چلی جاتی ہیں جس سے وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ اگر دنیا میں اُسے بیماری بھی آ جائے تو اُسے گھاٹے کا سودا محسوس نہیں ہوتا چونکہ اُس کی

ورع تقویٰ کا تعلق کیفیات قلبی سے ضرور ہے لیکن نرے ورع تقویٰ سے کیفیات نصیب نہیں ہوتیں!

www.naqshbandiaowaisiah.com

جو پہلی خواہش ہے وہ پوری ہو رہی ہوتی ہے دوسری خواہش یا ثانوی خواہش ہے کہ میری صحت ٹھیک رہے اگر صحت بھی ہو تو وہ اُس پہ اتراتا یا اکڑتا نہیں' غربت آجائے تو اُس سے گھبراتا نہیں' دولت آجائے تو اُس سے بگڑتا نہیں' یعنی دنیا کے حالات متاثر کر کے اُس کے حال کو بگاڑ سنوار نہیں سکتے بلکہ اُس کا دل اللہ سے اٹکا ہوا ہوتا ہے اور جب اُدھر سے رحمت مسلسل اُس پہ مترشح ہو رہی ہوتی ہے تو ہر حال میں مطمئن رہتا ہے۔

اب آج ایک سوال تھا اور بڑا عجیب سوال تھا اور بہت سے اُس میں بڑا الساخط تھا اور بہت سی کتابوں کے اقتباسات تھے۔ سوال کا خلاصہ یہ تھا کچھ بزرگوں کا نام لے کر انہوں نے حوالے دیئے ہوئے تھے کہ انہوں نے اتنے مجاہدے کئے' اتنی مشقتیں اٹھائیں' اتنے راتوں کو جاگے' اتنے روزے رکھے' اتنے نفل پڑھے' اتنی تسبیحات پڑھیں تب جا کر انہیں ایک حد تک کچھ دردِ دل یا دولتِ دل نصیب ہوئی! جبکہ ہمارے ہاں لوگوں کا کردار بھی عام سا ہے' وہ ورع تقویٰ بھی نہیں ہے' مجاہدہ بھی نہیں ہے اور کیفیات ہیں؟

ورع تقویٰ کا تعلق کیفیات قلبی سے ضرور ہے لیکن نرے ورع تقویٰ سے کیفیات نصیب نہیں ہوتیں! کیفیات قلبی کا تعلق براہ راست محمد رسول اللہ ﷺ سے ہے ورع تقویٰ ان میں اضافے کا سبب بنتا ہے لیکن برکات نبوی ﷺ جو سینہ اطہر سے تقسیم ہوتی ہیں اگر وہاں سے نصیب نہ ہوں تو ورع تقویٰ نجات کا سبب تو ہے' بخشش کا سبب تو ہے' بہت اچھی بات ہے لیکن کیفیات اُس سے نصیب نہیں ہوتیں! اور اُس کی زندہ مثالیں بھی موجود ہیں۔ پرانے سب ساتھیوں نے دیکھا اور جانتے بھی ہیں۔ ہمارے بزرگ ساتھی ہوتے تھے حضرت قاضی صاحب میں نے اس عہد میں اُن جیسا ورع

> **حصول نسبت کا تعلق جو ہے وہ ہے شیخ سے تعلق کی بنا پر۔ اب آگے اسے قائم رکھنے کے لئے تقویٰ' نیکی اور شریعت کا اتباع ضروری ہے۔**

تقویٰ والا شخص کوئی نہیں دیکھا۔ متقدمین کی مثال تھے۔ بہت بوڑھے ہو گئے تھے تو ایک دن میں نے پوچھ لیا کہ حضرت آجکل آپ کتنے نوافل ادا کرتے ہیں؟ تو کہنے لگے یار اب بوڑھا ہو گیا ہوں' مجھ میں اب اتنی ہمت نہیں رہی' اب صرف پانچ سو رکعت روزانہ پڑھتا ہوں۔ یعنی پانچ سو رکعت نوافل رات دن میں یہ وہ اپنے بڑھاپے کے عذر اور کمزوری کے عذر کی وجہ سے کہہ رہے تھے! اب جانے وہ جب تکڑے تھے جوان تھے صحت مند تھے تو وہ کتنا پڑھتے تھے؟ ایک ایک لقمے کا حساب رکھتے تھے' کہاں سے آیا اور کیسے مجھ تک پہنچا؟ کھانا چاہیے یا نہیں کھانا چاہئے؟ حج پر گئے تو بیس دن بحری جہاز میں لگے بیس دن بحری جہاز کا کھانا نہیں کھایا کہ اس میں حلال نظر نہیں آتا' یہ ٹھیکیدار کھلانے والا ہے پتہ نہیں اس میں کیا کیا خرابیاں کرتا ہے۔ اور ایسے لوگ کہاں ملتے ہیں! اور یہ ورع تقویٰ اُن کا سلسلے میں آنے سے پہلے تھا۔ دندہ شاہ بلاول کے ایک حضرت تھے' شاہ صاحب کی اولاد میں سے تھے' اُن کے پاس اللہ سیکھتے تھے اور انہوں نے انہیں چار لطائف کروائے تھے برسوں کی محنت میں اور وعدہ کیا تھا کہ چوتھے کو پختہ کر لو پھر تمہیں پانچواں کراؤں گا۔ اب انہیں پانچ سے زیادہ چھ یا سات لطائف کی خبر بھی نہ تھی تو حضرت کا وصال ہو گیا۔ ایک مسئلے میں ایک لوگوں میں کوئی تنازع پیدا ہوا اور اُس کے حل کے لئے انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو اُن کے گاؤں بلایا۔ تو وہ اُن کی ملاقات کا سبب بن گیا حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس بیٹھے تخلیے میں تو مجھے بتاتے رہے کہ چار لطائف تو مجھے انہوں نے کرائے اور چار لطائف تو بحمد اللہ ہیں' لیکن کاش زندگی میں کوئی ایسا بندہ مل جاتا جو پانچواں لطیفہ بھی کرا دیتا۔ اُن کے نزدیک پانچ لطیفے ہی سلوک تھا۔ تو حضرت رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ میں نے مسکرا کر کہا کہ اگر میں بندہ بن جاؤں تو؟ وہ بڑے حیران ہوئے' کیونکہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

حضرت کی زندگی تو عامیانہ سی تھی۔ ایک عام آدمی کی طرح کھانا پینا' ملنا جلنا' اٹھنا بیٹھنا' کوئی خاص ایسا وہ جو تکلف نہیں تھا جس طرح کے مروجہ صوفیا کرتے ہیں۔ تو وہ بڑے حیران ہوئے کہ آپ! آپ کیسے کرا سکتے ہیں؟ فرمایا اللہ کا کرم ہے۔ تو حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں نہ صرف لطائف کروائے بلکہ بے شمار اور بے پناہ منازل سلوک انہیں کرائے' اور جب ہم سلسلے میں آئے' لطائف سیکھتے تھے اُس وقت اُن کے مراقبات عالم امر میں ہوتے تھے۔ ورع تقویٰ تو اُن کے پاس پہلے سے تھا' قلب ہی نہیں چار لطیف بھی ذاکر تھے لیکن پانچواں نہیں ہو رہا تھا از خود۔ لیکن جب کیفیات کسی ایسے قلب سے نصیب ہوئیں جس میں برکات محمد رسول اللہ ﷺ براہ راست آ رہی تھیں تو وہی شخص اُن منازل ''علیٰ'' تک چلا گیا جن کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اگر نرے ورع تقویٰ پر ہوتا تو حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی وجہ سے پہلے کیوں نہ ہو گیا ہوتا!

ورع تقویٰ ضروری بھی ہے اور بہت اچھی بات ہے' اکل حلال فرض عین ہے' حرام سے بچنا ضروری ہے' جھوٹ سے بچنا ضروری ہے' یہ ساری باتیں ضروری ہیں لیکن یہ سب باتیں نجات کا سبب تو ہیں' کیفیات کا نہیں۔ کیفیات براہ راست نبی کریم ﷺ سے ہی ملیں گی اسے اس طرح بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ کیفیات میں' سلوک میں' منازل میں' نبی کے بعد سب سے اعلیٰ منزل ہے صحابی۔ نبوت کے بعد صحابیت سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ لیکن جن لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کا زمانہ پایا' اور آپ ﷺ کو روبرو دیکھا یا آپ ﷺ کی نظر اُن پر پڑی' وہی صحابی ہو سکے' ورنہ وہ مسلمان بھی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں مسلمان ہوئے کسی وجہ سے بارگاہ عالی ﷺ میں حاضر نہ ہو سکے' اپنی نظر سے نہ دیکھ سکے'

> **اگر کوئی شخص ذکر قلبی سیکھتا بھی ہے اور اپنے کردار کی اصلاح نہیں کرپاتا تو اسے وہ فائدہ نہیں ہوتا' جو شخص اپنی اصلاح کر لیتا ہے اور اسے ہوتا ہے۔**

حضور ﷺ کی نظر اُن کے وجود پر نہ پڑی' وہ صحابی نہیں بن سکے!

ایسے لوگ بھی ہیں فاتح فارس حارث ابن مثنیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جہاد کی وجہ سے حیات نبوی ﷺ میں مدینہ منورہ نہ پہنچ سکے۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد عہد صدیقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں حاضر ہوئے۔ اُن کا شمار تابعین میں ہوتا ہے' صحابہ میں نہیں۔ انہوں نے صحابہ کو دیکھا' تابعی قرار پائے۔ صحابہ کرام تو اُن کی زیر کمان لڑتے بھی رہے' صحابہ سے ملاقات تو اُن میدان کارزار میں بھی تھی' اور یہ وہ شخص ہے جس نے یزدگرد کو شکست دے کر ایرانی سلطنت کا آتش پرستوں کی ریاست کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر کے وہاں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا پرچم گاڑا۔ یہ ساری نیکیاں اپنی جگہ' یہ سارے جہاد اپنی جگہ' یہ سب اللہ کی عنایت کا سبب ضرور ہیں لیکن کیفیات قلبی کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر سے نسبت کو حاصل کرنا ضروری تھا! اگر حضور ﷺ کی دنیوی زندگی میں حاضر ہوتے تو صحابی ہوتے' بعد میں پہنچے تو تابعی لہذا حصول نسبت کا تعلق جو ہے وہ ہے شیخ سے تعلق کی بناء پر۔ اب آگے اُسے قائم رکھنے کے لئے ورع تقویٰ نیکی اور شریعت کا اتباع ضروری ہے۔ اگر کوئی اتباع شریعت نہیں کرے گا' تو آپ نے دیکھا لوگ برسوں سر پٹخنے کے بعد ہر چیز ضائع کر بیٹھے! پھر یہ وہ نعمت ہے جو نہیں رہتی۔ ہم نے تو دیکھا کہ بیس بیس' پچیس پچیس سال لوگوں نے ہمارے ساتھ سر پٹکا اور گھٹنے مارے اور پھر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چلے گئے۔ چھوڑا کسی نے نہیں' وہ چھین لیتا ہے اس نور کو وہ ضبط کر لیتا ہے اور بندے کو رد کر دیتا ہے۔ بندہ کیا ہے کہ وہ اللہ کو چھوڑ دے گا! بندے کی حیثیت کیا ہے؟ بندہ نہیں چھوڑتا اللہ چھوڑ دیتا ہے کہ اتنی نعمت عطا کرنے کے بعد بھی تیرے دل میں دنیا کی خواہش باقی ہے اور تو دنیا کی دولت اور لوگوں پر اپنے آپ کو مسلط کرنا چاہتا ہے' لوگوں کی کمائی پہ نظر ہے تیری' لوگوں سے پیسہ بٹورنا چاہتا ہے' تو پھر یہ نعمت تیرے پاس کیوں رہے؟

www.naqshbandiaowaisiah.com

تو ورع تقویٰ ضروری ہے' لیکن ورع تقویٰ حصول نسبت کا سبب نہیں ہے! ورنہ جن مشائخ کے حوالے حضرت نے خط میں دیے ہیں' سوال کرنے والے صاحب نے' اُن کو یہ منازل کیوں نصیب نہیں ہوئیں؟ حالانکہ اُن کا ورع تقویٰ تو مثالی تھا۔ اس لئے کہ اُن کو کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو توجہ دے کر اپنے قلب سے انوارات محمد یہ ﷺ کو اُن کے قلوب میں منتقل کر کے انہیں اُن منازل اور اُن کیفیات تک پہنچا دیتا!

دوسری بات یہ ہے کہ ایک دوا ہے جس کے متعلق یقین ہے کہ اس سے شفا ہوتی ہے' ہر مرض کی شفا اس دوا میں ہے یہ یقین ہے ایک مریض کو' اُس سے سو فیصد فائدہ ہوتا ہے' دوسرے کو نوے فیصد' تیسرے کو پچاس فیصد' چوتھے کو دس فیصد' مریض کے حال کے مطابق فائدہ ہوتا ہے' ایک مریض ہے اُسے وہ ایک گھونٹ دوا ملتی ہے وہ سو فیصد درست ہو جاتا ہے' دوسرے کو آپ دس دن پلاتے ہیں لیکن اُسے نوے فیصد فائدہ ہوتا ہے۔ چوتھے کو آپ مہینہ پلاتے ہیں اُسے فائدہ پچاس فیصد ہوتا ہے۔ جتنا جس کا مرض بگڑا ہوا ہے اور جتنی وہ بد پرہیزی کرتا ہے اتنا فائدہ کم ہوتا ہے۔ مریض بھی ہے' مرض بھی بگاڑ چکا ہے' پھر بد پرہیزی بھی کرتا ہے تو اُسے سو فیصد فائدہ کیسے ہوگا؟

اگر کوئی شخص ذکر قلبی سیکھتا بھی ہے اور اپنے کردار کی اصلاح نہیں کر پاتا تو اُسے وہ فائدہ نہیں ہوتا' جو شخص اپنی اصلاح کر لیتا ہے اور اُسے ہوتا ہے۔ جس طرح مریض جو پرہیز کرتا ہے جتنا فائدہ اُسے ہوتا ہے اتنا اُس کو نہیں ہوتا جو بد پرہیزی کرتا ہے' لیکن دوا نہ لینے والے سے پھر بھی وہ اچھا ہے کہ دوا نہ لینے والا مر جائے گا اور وہ مرنے سے بچ جاتا ہے۔ ذکر قلبی نہ ہو تو ایمان ضائع ہونے کا اندیشہ چپے چپے پہ موجود رہتا ہے اور یہ نصیب ہو جائے تو کم از کم ایمان تو بچ جاتا ہے۔ کچھ ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں جن کی سو فیصد اصلاح ہو جاتی ہے' کچھ ایسے ہوتے ہیں جن میں کچھ خامیاں۔ ایک آدمی سو

ذکر قلبی نہ ہو تو ایمان ضائع ہونے کا اندیشہ چپے چپے پہ موجود رہتا ہے اور یہ نصیب ہو جائے تو کم از کم ایمان تو بچ جاتا ہے۔

گناہ کرتا ہے اب اُس نے سو کی بجائے وہ نوے پہ آ گیا دس چھوڑ دیے تو یہ بھی تو ایک فائدہ ہے! اگر ہم امتحان یہی رکھیں کہ یہ تو دن میں پچاس گناہ کرتا ہے تو اس بات کو کیوں بھول جائیں کہ یہ تو سو کیا کرتا تھا پچاس پر آیا تو اس کا مطلب ہے کچھ فائدہ تو اُسے ہو گیا۔ اللہ کرے گا اگر مسلسل یہ دوا لیتا رہے گا تو ان شاء اللہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب یہ گناہ کی دلدل سے نکل جائے گا۔ ہر آدمی کو دیکھ کر اُس کا اندازہ کرنا یہ ہمارا کام نہیں ہے' ہم جج نہیں ہیں' ہم آدمی کو سمجھتے ہیں کہ یہ بدکار ہے لیکن وہ جو جرم کر رہا ہے جس کی بناء پر ہم فتویٰ دے رہے ہیں شاید اُس کا اُس کے پاس عذر شرعی ہو تو وہ تو ہم نہیں جانتے۔

صوفیا میں ایک سلسلہ ہے جسے ملامتیہ کہتے ہیں وہ لوگ اپنے نفس کا علاج یہ کرتے تھے کہ لوگ ہمیں اچھا نہ کہیں ہم پر طنز تنقید کرتے رہیں تاکہ ہمارا نفس بگڑے نہیں۔ اب اس میں وہ ایسے کام کرتے تھے جنہیں دیکھ کر لوگ ملامت کرتے تھے لیکن وہ خلاف شریعت نہیں کرتے تھے' اُن کے پاس عذر شرعی ہوتا تھا لوگوں کو پتہ نہیں ہوتا تھا۔ ایک شخص مسافر ہے اب اُس کے لئے شرعاً روزہ قضا کرنے کی گنجائش ہے قرآن کریم فرماتا ہے۔ وان تصوموا خیر لکم۔ روزہ رکھو تو اچھی بات ہے لیکن نہ رکھو تو سفر میں قضا کر لیتے' لوگوں کے سامنے پانی پی لیا یا کسی کے سامنے کھکھڑی (خربوزہ) کھا لیا' وہ لگے پتھر برسانے اور گالیاں دینے اور بکواس کرنے کہ ایسا آدمی ہے یہ بدمعاش یہ روزہ نہیں رکھتا۔ لیکن انہیں یہ تو پتہ نہیں ہے کہ اس کے پاس عذر شرعی ہے اور اسی کا تکلف بھی لوگ نہیں کرتے۔ لوگ یہ تکلف بھی' یہ تلاش کرنا بھی گوارا نہیں کرتے کہ شاید کوئی عذر شرعی ہو فوراً مخالفت کرنا یا فتوے دینا یا اُس پر تہمتیں لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ تو ایک طبقہ رہا ہے صوفیا کا جو خود کو ملامتیہ کہلواتے تھے اور ایسے کام کرتے جس پر لوگ ملامت

کرتے رہیں۔ اُن کے خیال کے مطابق نفس کا علاج یہ تھا کہ اس میں تکبر اور بڑائی نہ آ جائے۔

تو ہر سلاسل کی اپنی کیفیات ہوتی ہیں' سوائے نسبت اویسیہ کے باقی جتنے سلاسل ہیں اُن میں جو کچھ فیض کسی کو نصیب ہوتا ہے وہ شیخ کی صحبت میں ہوتا ہے اور شیخ نے ایک دن سبق دے دیا پھر شیخ سے ملاقات نہیں ہو سکی تو اُس سبق کو دہراتے رہیں گے خواہ وہ پہلے لطیفے کا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ سارے سلاسل ذکر جہر سے شروع کرتے' بعض کلمہ طیبہ سے لا الہ الا اللہ سے شروع کرتے' ایک عرصہ لا الہ الا اللہ کہتے رہو' پھر الا اللہ' الا اللہ کہتے رہو' پھر ایک عرصے کے بعد اللہ اللہ کہو' پھر ایک عرصے کے بعد' بڑی دیر بعد' سالوں گزرنے کے بعد وہ کہتے اب زبان سے نہیں' اب دل سے اللہ اللہ کہو تو اس میں ایک لطیفہ قلب کو ذاکر کرنے تک برسوں بیت جاتے' پھر برسوں دوسرے لطائف پہ لگتے۔ بعض حضرات گھر چھڑوا دیتے۔ ہمارے زمانے میں مولانا احمد علی لاہوری رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ اپنے زمانے کے قلب ارشاد تھے۔ قطب ارشاد اُن چار لوگوں میں سے ایک ہوتا ہے جو روئے زمین پر چار ہوتے ہیں۔ غالباً اب بھی اُن کی خدام الدین کی فائل میں موجود ہوگا' میں نے خود پڑھا تھا اُن کا اعلان۔ انہوں نے خدام الدین میں اعلان کیا تھا کہ'' کوئی شخص فنافی الرسول ﷺ ہونا چاہتا ہے۔ بارگاہ رسالت پناہی ﷺ کی حضوری چاہتا ہے تو چار سال کا خرچ اپنے اہل خانہ کو دے کر آئے کہ وہ چار سال محتاج نہ ہو اور اپنا ذاتی خرچ چار سال کا لیکر میرے پاس آ جائے تو میں چار سال میں اُسے انشاء اللہ فنا فی الرسول ﷺ کرا دوں گا۔''

اس لئے کہ نسبت اویسیہ سے نہیں اپنے طریقے سے انہوں نے ذکر کرانا تھا۔ یہ بڑی تھوڑی مدت انہوں نے رکھی۔ یہ بڑی عجیب بات تھی کہ جہاں بیس بیس پچیس پچیس سال لوگوں کو لگتے تھے وہاں انہوں نے چار سال رکھے۔ اس لئے کہ اپنے زمانے کے قطب ارشاد تھے۔

> **وہ چونکہ رب ہے اور سارے جہانوں کا رب ہے تو جیسی جیسی وہ ضرورتیں پیدا فرماتا ہے ویسے ویسے تکمیل ضرورت کے اسباب بھی پیدا فرماتا ہے۔**

اب یہ نسبت اویسیہ کا کمال عجیب ہے میں نے اکثر دیکھا ہے مساجد میں کہ مساجد کے خادم جو ہوتے ہیں وہ عموماً بے نماز ہوتے ہیں۔ کوئی پانی بھرنے والا ہے' کوئی خاکروب ہے صفائی کرنے والا ہے تو اکثر میرا مشاہدہ یہ ہے کہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ خود نمازیں نہیں پڑھتے! آئے پانی بھر کے چلے گئے' آئے مسجد میں جھاڑو دیا' دیا شیا جلایا اور چلے گئے اور اپنا جو کچھ انہیں معاوضہ ملنا ہے وہ لیتے رہے۔ میں نے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد کے خادم کو بھی فنافی الرسول ﷺ دیکھا ہے اب یہ نسبت اویسیہ کا اپنا کمال اور اللہ کی خداداد نعمت ہے کہ جہاں سارے سلوک کے مختلف سلاسل محنت کر کے برسوں لگا کر جہاں پہنچتے ہیں یہ وہاں سے بسم اللہ کرتے ہیں۔ بیس بیس پندرہ پندرہ برس لگا کر لوگ جہاں پہنچتے ہیں یہ وہاں سے ابتدا کرتے ہیں کہ ایک نظر میں ذکر قلبی سے ابتدا کرواتے ہیں' سات لطائف سے ابتدا کرواتے ہیں' ایک محفل میں مراقبات ثلاثہ کروا دیتے ہیں' یہ اللہ کا احسان ہے۔ آج تک ہم نے بھی دیکھا ہمارے زمانے میں ہمارے لڑکپن جوانی تک میلوں دور اطباء اور حکماء ہوا کرتے تھے اور ڈاکٹروں کا نام اُس زمانے میں ہم نے نہیں سُنا' کچھ مریضوں کو ان کی خدمت میں لے جاتے نبض دکھاتے' اور کچھ کا وہ پیشاب اُس میں بوتل میں ڈال کے لے جاتے اُسے '' قارورہ'' کہتے اور طبیب بوتل کو اس طرح روشنی میں رکھ دیتا اور اُس کا پیشاب کا رنگ اور وہ دیکھ کر اور وہ تجویز کرتا تھا اور وہ بتاتا تھا کہ اسے فلاں فلاں مرض ہے اور اُس کی یہ دوا ہے' لے جاؤ۔ اب یہ جو علاج ہوتا تھا یہ اتنا لمبا ہوتا تھا کہ آثار اور مرض کیجانے کے کچھ آثار بنتے تھے۔ اب آپ جاتے ہیں ڈاکٹر کے پاس وہ ایک ٹیکہ لگاتا ہے اور آپ آتے ہیں اور آپ ٹھیک ٹھاک ہیں۔ یعنی آپ نے وہ کوئی ملیں چیز کھائی' نہ آپ نے پرہیزی کھانا کھایا' نہ آپ

www.naqshbandiaowaisiah.com

نے مہینہ ڈیڑھ دوا پھانکی' نہ آپ نے وہ جو شاندے کاڑھ کاڑھ کر پیئے' نہ آپ نے کوئی اور کیا' بلکہ آپ گئے اور ڈاکٹر نے دیکھا' اُس نے دو جگہ اپنی وہ ٹوٹی سی لگائی اور آپ کو ایک انجکشن دے دیا یا ایک ڈرپ لگا دی۔ آپ واپس آ گئے' آپ ٹھیک ہیں۔

تو اب اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آج انجکشن کیوں لگتا ہے؟ آج وہ علاج ہونا چاہئے جس میں چھ مہینے لگتے تھے' تو کیا یہ دانش مندی ہوگی؟ اسی طرح یہ کہنا کہ فلاں بزرگ نے اتنے برس محنت کی' فلاں نے اتنے برس کی' آپ کے پاس بندہ شام کو آتا ہے صبح اُس کا قلب کیوں روشن ہے؟ یہ عجیب سی احمقانہ بات ہے۔ یہ تو اللہ کا احسان ہے کسی کا احسان نہیں کہ کسی کی دین نہیں ہے اگر انسانی عقل کو زود اثر دواؤں یا ٹیکوں یا تبدیلی یا آنکھ نکال دی اور اُس کی جگہ مُردے کی آنکھ لگا دی اور وہ دیکھ رہی ہے مرنے والے نے آنکھ ڈونیٹ' کی ایک آدمی کی آنکھ خراب ہے نظر نہیں ہے ڈاکٹر نے یہ نکال دی اور مردے کی لگا دی' اب وہ دیکھ رہا ہے اُس پہ اگر آپ اعتراض کی کیا بات ہے! پہلے لوگوں کو اتنے علوم نہیں تھے اُن کے پاس جو علوم اللہ نے آج لوگوں کو دے دیئے یہ کسی کے بس کی بات تو نہیں' علوم بھی تو وہی عطا کرتا ہے اور ہر وقت کی ایک ضرورت ہوتی ہے اُس کے مطابق وہ چونکہ رب ہے اور سارے جہانوں کا رب ہے تو جیسی جیسی وہ ضرورتیں پیدا فرماتا ہے ویسے ویسے تکمیل ضرورت کے اسباب بھی پیدا فرماتا ہے۔ کبھی کسی نے سوچا تھا کہ ایک بندے کا گُردہ خراب ہو گیا تو وہ نکال دیا جائے اور دوسرا گُردہ لگا دیا جائے' کبھی آج سے پہلے کسی نے سوچا تھا؟ اب اگر کہا جائے جی پہلے تو گُردہ خراب ہوتا تھا تو بندہ مر ہی جاتا تھا' علاج کوئی نہیں' آج کیوں گُردہ تبدیل ہوتا ہے؟ یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے بھائی!

> انسان نے مشینیں ایجاد کیں کہ شاید میں فارغ بیٹھوں گا کام مشینیں کریں گی۔ اب مشینوں کے چلانے کے لئے اور اُن کو صحیح رکھنے کے لئے اور اُن کے کل پُرزے درست کرنے اور انہیں تیل دینے سے انسان کو فرصت ہی نہیں۔

''الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ'' میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے بہت سے سلاسل تقریباً چودہ سلاسل کا ذکر انہوں نے فرمایا ہے اور فرماتے ہیں یہ نہیں کہ میں نے سارے سلسلے لکھ دیئے۔ سلسلے تصوف کے تو بے شمار ہیں میں ان چودہ کا لکھ رہا ہوں۔ ہمارے ملک میں چار مشہور ہیں اور انہوں نے چودہ لکھے اور آخر میں انہوں نے نسبت اویسیہ کا ذکر فرمایا اور فرماتے ہیں یہ نسبت عجیب ہے یہ ایک سمندر ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ زیر زمین چلا جاتا ہے۔ ایک دریا ہے جو ریت میں جذب ہو جاتا ہے اور یہ لوگ ناپید ہو جاتے ہیں' پھر کہیں نہ کہیں سے جب اللہ چاہتا ہے تو یہ چشمے کی صورت پھوٹتا ہے اور پھوٹتا ہے تو پھر جل تھل کر دیتا ہے۔

یہ چودہ صدیوں سے اس طرح ہوتا آ رہا ہے۔ اب اگر اللہ کریم نے ایک ایسے بندے کو پیدا فرمایا جس کے خاندانی حالات آج بھی دیکھیں تو عبرت ہوتی ہے۔ جس قبیلے میں' جس قوم میں' جس شہر میں' جس گاؤں میں' جس محلے میں' اور جن عزیز و اقارب میں حضرت رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ رہے' بالکل ایسی مثال ہے جیسے پوری ٹہنی پہ صرف کانٹے ہی کانٹے ہوں اور سرے پر ایک پھول ہو۔ یعنی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا پورا دنیوی خاندان میں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بھائی کو دیکھا' آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بھتیجوں کو دیکھا' آپ رحمتہ اللہ علیہ کے رشتہ داروں کو دیکھا' جو باقی ہیں اُن کو اب تک ہم دیکھ رہے ہیں' سوائے خار کے وہاں کچھ نہیں' لیکن خار بھری ٹہنی پر اللہ نے ایک ایسا پھول اُگا دیا جس کی خوشبو آج روئے زمین پر بسنے والے دلوں کو معطر کر رہی ہے۔ اب اس پہ کسی کو اعتراض کیوں ہونے لگا؟ یہ تو اُس کا کام ہے اور وہ نعمتیں دیتا ہے ہر وقت اپنی مخلوق کی ضرورت کے مطابق۔ آج جو آج کی مخلوق ہے اس کے پاس تو مجاہدے کرنے کی فرصت ہی نہیں' ان بیچاروں کے پاس کھانے کی فرصت نہیں ہے۔ آج ایسے لوگ بستے ہیں روئے زمین پر کہ جو آدھی رات تک محنت مزدوری کر کے آتے ہیں اور آدھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

رات کو تھوڑی دیر کمر سیدھی کرتے ہیں' علی الصبح اٹھتے ہیں تو ہاتھ منہ دھویا ایک ہاتھ میں چائے کی پیالی ایک ہاتھ میں ڈبل روٹی کا ٹکڑا کھاتے کھاتے گاڑی تک پہنچے اور وہیں برتن رکھ کر چل دیے مزدوری پر۔ سارا سارا دن ساری ساری رات مصروف رہتے ہیں۔ اتنی تیزی آ گئی ہے انسانی مصروفیات میں۔ انسان نے مشینیں ایجاد کیں کہ شاید میں فارغ بیٹھوں گا کام مشینیں کریں گی۔ اب مشینوں کے چلانے کے لئے اور اُنکو صحیح رکھنے کے لئے اور اُن کے کل پُرزے درست کرنے اور انہیں تیل دینے سے انسان کو فرصت ہی نہیں۔ انسان مشینوں کا غلام ہو کر رہ گیا ہے۔ ہر وقت کی ضرورتیں ہوتی ہیں ہم نے وہ زمانہ بھی دیکھا کہ جب ایک شخص ایک گاؤں میں پیدا ہوا اور اسی اسی برس عمر گزار کر وہ دنیا سے چلا گیا اُس نے دوسرا گاؤں نہیں دیکھا۔ اب ایسا وقت آ گیا ہے کہ انسان ،بیدار لاہور میں ہوتا ہے اور ظہر جا کر نیویارک پڑھتا ہے۔ میں نے لاہور میں فجر پڑھی اور میں نے ظہر کی نماز نیو یارک ایئرپورٹ پہ پڑھی۔ اُسی دن کی ظہر کی نماز پڑھی۔ چونکہ سورج بھی مغرب کو چلتا ہے' جہاز بھی مغرب کو جا رہا ہوتا ہے' ساتھ ساتھ وقت چلتا رہتا ہے اور جب ہم نیو یارک ایئرپورٹ پہ اترے تو ساڑھے تین بج رہے تھے تو میں نے ساڑھے تین بجے وہاں ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں' اور فجر لاہور پڑھی یہ کبھی کسی نے سوچا بھی نہیں تھا! آج آپ کے لاہور میں ایسے وکیل ہیں جن کے پاس مڈل ایسٹ کے مقدمے بھی ہیں' انگلینڈ کے مقدمے بھی ہیں' امریکہ کے بھی ہیں' ہانگ کانگ کے بھی ہیں' جاپان کے بھی ہیں' اور وکیل لاہور میں رہتا ہے۔ ایک دن امریکہ جاتا ہے تو تاریخ بھگت کر واپسی پہ لندن کی تاریخ کی پیشی بھگتتا ہے' وہاں سے وہ جاپان چلا جاتا ہے یا ہانگ کانگ چلا جاتا ہے' وہاں پیشی بھگت کر وہ

اگر کوئی ایسا شخص مل جائے جس کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہوں اور وہ عطا کر دے تو مجاہدہ وہ کام نہیں کر سکتا جو ایک نگاہ کر سکتی ہے۔

چلتے پھرتے رات گھر میں ٹھہرتا ہے اور پھر نکل جاتا ہے۔ زندگی اتنی تیز ہو گئی مالک الملک نے خود حالات اتنے بدل دیئے' ایسی چیزیں عطا کر دیں لوگوں کو۔ اب اگر آپ اسے کہیں جی چالیس دن بیٹھ کے چلہ کشی کرو تو کون کرے؟ اُس کے پاس فرصت ہے؟

اُس نے روشنی قلب وجگر کے لئے' قلب ونظر کے لئے بھی ایسا ہی نسخہ' ایک انجکشن دے دیا کہ جہاں جاتے ہو جاؤ' دل میں اللہ کی نسبت سمو لو' ایک توجہ لے لو پھر جہاں جاتے ہو جاؤ' وہیں انوارات پہنچتے رہیں گے۔ میرے عرض کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ آج کل مجاہدے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدے سے نسبت نصیب نہیں ہوتی' نسبت الگ شے ہے اور قلب اطہر رسول ﷺ سے نصیب ہوتی ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص مل جائے جس کے دل میں آپ ﷺ کی برکات ہوں اور وہ عطا کر دے تو مجاہدہ وہ کام نہیں کر سکتا جو ایک نگاہ کر سکتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کریم کا یہ بہت بڑا احسان ہے۔ ہمارے گاؤں میں لوگوں نے گاڑیاں دیکھی نہیں تھیں' پھر گیس پلانٹ موٹریں آئیں جو اس پتھر کے کوئلے پہ چلتی تھیں اور پندرہ سیٹر بس ہوتی تھی اور میرا خیال ہے پچیس میل فی گھنٹہ اُس کی سب سے بڑی تیز رفتاری اُس کی آخری رفتار ہوتی تھی' چلتی پندرہ بیس ہی تھی۔ وہ زمانہ بھی دیکھا اور آج ایک ایک گاؤں سے بیس بیس گاڑیاں صبح نکلتی ہیں کاریں اور لینڈ کروزر۔ اُس زمانے میں لوگوں کی عمر ایک گاؤں میں کٹ جاتی تھی۔ اب آج بندہ صبح لاہور ہوتا ہے شام کو اسلام آباد ہوتا ہے اگلی صبح پشاور ہوتا ہے۔ ڈی۔ آئی خان ہوتا ہے پتہ نہیں کہاں کہاں اُس کا کام ہے! کہاں کہاں دفتر ہیں' کہاں کہاں کاروبار ہے! کہاں کہاں اُسے جانا پڑتا ہے! اس سارے زمانے کے ساتھ ساتھ اُس نے ایک ایسی قوت بھی دے دی کہ جتنی مادی قوتوں میں ترقی آئی جو اللہ کی یاد میں رکاوٹ بننے والی تھی ایسی اُس نے قوت بھی عطا کر دی کہ اُن سب کے مقابلے میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

دل کو روشن کر کے بندے کو پھر اللہ کی یاد میں اگا دیا' ایک بات تو یہ ہوگئی۔

دوسری بات میں نے جواب میں انہیں لکھ بھی دی ہے کہ کسی کو شوق ہو تو اسے آج بھی ابتلا میں مبتلا کیا جا سکتا ہے! میں نے انہیں لکھا ہے کہ اب شکایت نہیں کیجئے گا' اب یہ تماشا بھی دیکھ لیجئے کہ ابتلا الٰہی کیا ہوتی ہے اگر آپ کو شکایت ہے تو آپ کی اللہ یہ شکایت بھی دور کر دے گا۔ آپ پر آزمائشیں بھیج دے گا پھر شکایت لے کر نہیں آیئے گا۔ انسانی مزاج بھی کیسا عجیب ہے کہ بلا تکلیف آپ کو ایک نعمت ملی اور آپ کہتے ہیں مجھے تکلیف کیوں نہیں ہوتی؟ تو یہ مزا بھی لے لو بھائی۔ چونکہ اللہ تو قادر ہے ہر چیز پہ' وہ جیسا چاہے کر سکتا ہے۔

تو یہ اللہ کریم کا انعام ہے اور ایسا ہے جس سے کوئی خالی نہیں جاتا اگر کوئی خالی رہے تو پھر وہ سلسلے میں نہیں رہتا۔

وآخر دعونا ان الحمدللّٰہ رب العلمین

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

☆ گوجرانوالہ سے سپیشل کلاس کے ساتھی عامر بلال صاحب کے والد محترم انتقال فرما گئے ہیں۔

☆ راولپنڈی سے سپیشل کلاس کے ساتھی محمد الیاس فاروق بھٹی صاحب کے سسر اور چچا دار فانی سے کوچ فرما گئے ہیں۔

☆ ڈسکہ سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی شیخ آصف محمود صاحب کی والدہ ماجدہ وفات پا گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

خطباتِ امیر

تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر

مولانا محمد اکرم اعوان

کے خطبات و تقاریر کا مجموعہ

مرتب

پروفیسر راجہ محمد اسلم

شعبۂ نشر و اشاعت تنظیم الاخوان' پاکستان

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایمان کیا ہے ٹھوس اور مستحکم یقین، جس میں ''ریب'' کی کوئی دراڑ نہ ہو، جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ ہو اور وہ یقین جو دل میں اللہ کی یاد پیدا کر دے، ذات باری کو عرش میں، آسمانوں میں، جنگلوں میں، صحراؤں میں تلاش نہ کرنا پڑے، بلکہ ہر لمحہ، ہر آن اُس کی تجلیات کو اپنے سینے میں اپنے گوشہ دل میں موجود پائے۔

اسی کا نام ایمان ہے۔

اقتباس از ''کنز الطالبین''

تعاون

تاجران: کاٹن یارن اینڈ پی سی یارن

شیخ ناصر، شیخ عبدالستار گلی نمبر 1 بالمقابل رحمان مارکیٹ

منٹگمری بازار، فیصل آباد فون 041-617057-611857

www.naqshbandiaowaisiah.com

انابت اور اللہ کے نیک بندوں تک رسائی

اسلام مشکل نہیں ہے۔ دین پر عمل محال نہیں ہے اس لئے کہ اللہ کی رحمت ساتھ ہو جاتی ہے اور وہ معاون بن جاتی ہے اللہ کریم توفیق عمل ارزاں کر دیتا ہے لیکن کوئی چاہنے والا بھی تو ہو کسی کے دل میں درد جاگے بھی تو کسی کے لب پہ دعا آئے تو سہی کوئی مانگے تو سہی کوئی یہ فیصلہ تو کرے کہ اسے نبی ﷺ کا ساتھ دینا ہے یا مخالفت کرنی ہے۔ یہاں تو ایسی مخلوق بستی ہے جنہیں یہ شعور ہی نہیں کہ ہم ساتھ دے رہے ہیں یا مخالفت کر رہے ہیں۔ بندے کو اتنا شعور تو ہونا چاہئے کہ میں کس کے ساتھ ہوں اور کس کے خلاف ہوں لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت جو نام کی مسلمان ہے قوم کی مسلمان ہے مردم شماری میں مسلمان ہے لیکن وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں کس کا ساتھ دے رہے ہیں اور کس کی مخالفت کر رہے ہیں کیسی عجیب بات ہے!

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ ضلع چکوال 8-10-04

الحمد للّٰہ رب العلمین. والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم.

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

ویوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملئکۃ تنزیلاً الملک یومئذ الحق للرحمن. وکان یوماً علی الکفرین عسیرا ویوم یعض الظالم علیٰ یدیہ یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلاً یویلتیٰ لیتنی لم اتخذ فلاناً خلیلاً ۝ لقد اضلنی عن الذکر بعدا ذجاء نی. وکان الشیطنُ للانسان خذولاً. وقالا الرسول یرب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً. وکذلک جعلنا لکل نبی عدوامن المجرمین. وکفی بربک ھادیاً ونصیراً. الفرقان ۲۵ تا ۳۱

اللّٰھم سبحٰنک لاعلملنا الا ماعلمتنا انک انت العلیمُ الحکیم.

مولایا صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک من ذانت بہ الغضرٗ

دین حق میں اور ادیان باطلہ میں ایک بنیادی فرق جو ہے وہ یہ ہے کہ دنیا بھر میں جتنے ادیان باطلہ رائج رہے ہیں یا اب رائج ہیں یا آئندہ بھی ہونگے ان سب میں کچھ نہ کچھ رسومات عبادت کے نام پر کوئی نہ کوئی تصور کسی غیبی طاقت کا کسی معبود کا کسی نام سے رہا ہے اور رہے گا لیکن ان سب رسومات کا اُن عبادات کا حاصل کیا ہے؟ اُن سب کا حاصل دنیوی سہولتیں ہیں کسی کا نتیجہ جو بتایا جاتا ہے جو اُس دین کا حاصل ہے جو اُس دین نے تعلیم دیا ہے اُس کا حاصل دنیوی سہولتیں ہیں کہیں بیاری سے شفا ہے کسی کو اولاد مل گئی کسی کا کوئی کام اٹکا ہوا ہے وہ یہ رسم کرنے سے وہ ہو جائے یہ تصورات ہیں ادیان باطلہ کے دین اسلام زندگی کو اُس کی حقیقت کے مطابق دیکھتا ہے اور بنیاد اس بات پہ رکھتا ہے کہ یہ دنیا جس میں آپ آئے ہیں اور یہ دنیا جس میں آپ جی رہے ہیں اور یہ دنیا جس میں آپ کو رہنا نہیں ہے یہ زندگی کا اختتام نہیں ہے بلکہ جب یہ زندگی ختم ہوتی ہے تو حقیقی زندگی شروع ہوتی ہے۔

موت کو سمجھے ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

یعنی جہاں یہ تصور ہے کہ موت کے ساتھ زندگی ختم ہو جاتی ہے حقیقت یہ ہے کہ موت سے ایک ابدی اور نہ ختم ہونے والی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔

اسلام جب بات کرتا ہے عبادت کی بات کرتا ہے اخلاق کی بات کرتا ہے کاروبار کی بات کرتا ہے سیاست کی بات کرتا ہے زندگی کے ہر شعبے کی بات کرتا ہے تو اُس شعبے کو اس انداز سے دیکھتا ہے کہ جو دائمی اور ابدی اور حقیقی زندگی موت سے شروع ہوگی اُس میں اس کام کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اور بڑی عجیب بات یہ ہے کہ ہر

www.naqshbandiaowaisiah.com

وہ کام جس کا نتیجہ آخرت میں اور ابدی زندگی میں بھلا ہے مزے کی بات یہ ہے کہ اس زندگی میں بھی بھلا کام وہی ہے۔ کوئی ایسا کام نہیں ہے جو یہاں برا ہو اور اس کے نتیجے میں وہاں ثواب ملے انعام ملے ایسا کوئی کام نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اس انسان کی فردی دنیوی زندگی سے لیکر ابدی زندگی تک کو سنوارتا ہے اسلام اور اگر اس بات کو نہ سمجھا جائے اور اسلام کا انکار کر دیا جائے۔

توانیسویں پارے میں سورۃ الفرقان کی یہ آیات مبارکہ ایک منظر کشی فرما رہی ہیں۔

ویوم تشقق السماء بالغمام

جس روز آسمان بادلوں پر سے پھٹ جائے گا۔ وہ آسمان جو بادلوں سے پرے ہے بادلوں سے اوپر ہے جس میں کوئی دراڑ نہیں ہے جس میں کوئی سوراخ نہیں ہے جس میں کوئی لکیر کوئی خامی نہیں ہے ایک دن آئے گا یہ مدت العمر قائم رہنے والا بوڑھا آسمان بھی پھٹ جائیگا۔

ونزل الملئکۃ تنزیلا ۝ اور اللہ کے فرشتے آسمان سے نازل ہوں گے۔

الملک یومئذ الحق للرحمن ۝ تمام ریاستیں تمام سلطنتیں تمام طاقتیں پامال ہو چکی ہوں گی اور اس دن صرف اور صرف اللہ کی حکومت ہوگی جو حق ہے اور بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔

وکان یوما علی الکفرین عسیرا۔ جب یہ دن آئے گا تو دین سے دور رہنے والوں یا انکار کرنے والوں کے لئے بہت مشکل ثابت ہوگا۔ اس قدر مشکل۔

ویوم یعض الظالم علی یدیہ

کافر اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائیں گے اور کہیں گے یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا ۝ اے کاش میں نے اپنی زندگی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات کے مطابق گزاری ہوتی۔ کاش میں نے اپنا ساتھی احکام نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کو بنایا ہوتا۔

ہر وہ کام جس کا نتیجہ آخرت میں اور ابدی زندگی میں بھلا ہے مزے کی بات یہ ہے کہ اس زندگی میں بھی بھلا کام وہی ہے۔

یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا۔ اور وہ دوست واحباب جن کے ساتھ میں دین سے ہٹ کر زندگی بسر کرتا رہا۔ اے کاش میں نے انہیں دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس لئے کہ ان بروں کی محفل نے مجھے گمراہ کر دیا۔

لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی۔ جب اللہ کا پیغام میرے پاس آیا تو انہوں نے مجھے اپنے ساتھ ملا کر اس سے بھٹکا دیا اور یہ شیطان کے پیروکار تھے اور شیطان تو انسان کی ہمیشہ ذلت ہی چاہتا ہے۔

وکان الشیطن للانسان خذولا۔ وہ تو دھوکا دینے والا ہے اور میدان حشر میں ہٹ جائے گا ساتھ سے اور کہے گا۔ شیطان بھی کہے گا دوسری جگہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے شیطان بھی کہے گا کہ اللہ نے تم سے سچ کہا اللہ کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے سچ کہا تم نے نہ مانا۔ ولا تلوموني۔ شیطان کہے گا مجھے ملامت مت کرو۔ ولوموا انفسکم۔ اپنے آپ پر ملامت کرو کہ اللہ نے سچ کہا اللہ کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے سچ کہا۔ وہ تم نے نہ مانا اور میں نے جھوٹ کہا وہ تم نے مان لیا تو مجھے ملامت کیوں کرتے ہو قابل ملامت تو تم ہو جنہوں نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر ابلیس کی بات مانی۔

اب ایک عجیب منظر کی منظر کشی کی ہے کہ کچھ لوگ دنیا میں کلمہ گو ہوں گے مسلمان کہلاتے ہوں گے اسلام پر مریں گے ان کے جنازے ہوں گے کفن ہوگا۔ میدان حشر میں مسلمانوں میں اٹھیں گے۔ اب سارے مسلمان تو لواء الحمد۔ اس جھنڈے کا نام ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کا میدان حشر میں لگا ہوگا اور جہاں بھی کوئی مسلمان اٹھے گا اس طرف دوڑے گا تو کچھ لوگ ہوں گے جن کے لئے اللہ کا رسول ﷺ فرمائے گا۔ کہ یا اللہ! ان کو میری طرف مت آنے دے۔ زندگی میں ان کا دعویٰ اسلام کا تھا مرے تو نام مسلمان مرنے کا تھا

جنازے ہوئے کفن دیے گئے مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن ہوئے لیکن جب اٹھیں گے اور لواء الحمد کی طرف دوڑیں گے تو وہ رسول اللہ ﷺ جو رحمۃ للعلمین ہے وہ فرمائے گا اے اللہ! ان لوگوں کو روک لے انہیں میرے پاس مت آنے دے پھر حضور ﷺ وجہ بیان فرمائیں گے۔

وقال الرسول۔ رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے۔ یٰرب ان قومی اتخذ واھذا القرآن مھجورا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں سے قرآن کو خارج کر دیا تھا یہ نام کے مسلمان تھے یہ مردم شماری میں مسلمان تھے لیکن ان کی سوچوں پر ان کے عقائد ونظریات پر اور ان کے کردار پر قرآن کی حکومت نہیں تھی یہ قرآن کے باغی لوگ ہیں۔ اور جو تیری کتاب کے باغی ہیں میں اُن کو قبول نہیں کرتا۔

وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا۔ فرماتے ہیں ہر نبی کے ہم نے ایسے دشمن بھی پیدا کئے ہیں لیکن اللہ نے زبردستی کسی کے ذمے نبی کی دشمنی نہیں لگا دی۔ یہ سب سے بڑی سزا ہے جو دنیا میں ملتی ہے کہ کسی کو نبی کے اتباع سے محروم کر دیا جائے یہ سزا ہے لیکن اس سے بڑی سزا یہ ہے کہ اُسے نبی کے احکامات کا مخالف بنا دیا جائے اور وہ مذاق اڑائے احکام نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تضحیک کرے مخالفت کرے اپنی زندگی بھی مخالفت میں گزارے دوسروں کو مخالفت کا مشورہ دے۔ فرمایا ان کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مخالف اس لئے بنایا گیا۔ عدوا من المجرمین۔ ان کے جرموں کی وجہ سے۔ یہ سب وہ لوگ تھے جو گناہ کرتے کرتے اُس درجے پر پہنچ گئے کہ اللہ نے انہیں توبہ کی توفیق دینے کی بجائے انبیاء علیھم السلام کے مخالفوں کی صف میں کھڑا کر دیا۔ اور ہمیشہ کے لئے تباہ ہو گئے اتنا مشکل مقام ہے اتنی مشکل زندگی ہے اور خطاؤں کا انجام اسقدر دردناک ہے تو

زندگی قیمتی ہے کہ جب یہ ختم ہوگا تو تم ساری دنیا کی دولت دے کر چاہو کہ کوئی ایک لمحہ تمہیں کہیں سے خرید دے تو نہیں مل سکے گا۔ یہ گزارنے کے لئے نہیں ہے یہ سنوارنے کے لئے ہے'

اللہ کوئی جائے پناہ بھی ہے فرمایا سادہ سی بات ہے۔

وکفٰی بربک ھادیا ونصیرا۔ تیرا پروردگار ہر جگہ ہر وقت موجود ہے وہ مدد بھی کرتا ہے اور ہدایت بھی دیتا ہے ایسا نہیں ہے کہ اُس کی طرف سے ہدایت کے دروازے بند کر دیئے گئے یا اُس نے بندوں کی نصرت چھوڑ دی۔ وہ نصرت بھی فرماتا ہے ہدایت بھی دیتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ کوئی طالب بھی ہو۔ ہم تو مائل ہیں کوئی چاہنے والا بھی تو ہو کوئی مانگنے والا بھی تو ہو۔ یعنی اللہ کی رحمت ہر آن موجود ہے اللہ کی بخشش ہر آن موجود ہے۔ دنیا میں کسی شخص کے گناہ اُس کی بخشش کو عاجز نہیں کر سکتے۔ کوئی شخص اتنے گناہ نہیں کرسکتا کہ وہ اللہ کی بخشش کو عاجز کر دے۔ لیکن کوئی بخشش چاہے بھی بخشش مسلط نہیں کی جاتی۔ رحمت ٹھونسی نہیں جاتی۔ کسی پر زبردستی رحمت کا سایہ نہیں ڈالا جاتا جو طلب کرے وہ گناہوں کی ذلت میں کفر میں شرک میں کہیں پڑا ہوا اور اُس کے دل میں درد اٹھے کہ اے میرے مالک تو کہاں ہے تو جیسا بھی ہے جہاں بھی ہے میں تیرا بندہ ہوں میری رہنمائی فرما۔ میری مشکل آسان فرما۔ میں نے بڑے گناہ کئے ہیں لیکن تو کریم ہے مجھ پہ کرم فرما۔ تو ایک لمحہ ایک چھوٹی سی درد کی ٹیس جو اُس کے دل میں اٹھتی ہے فرمایا اللہ اُسے تبدیل کر دیتا ہے اور یہ مثالیں حیاتِ طیبہ ﷺ میں موجود ہیں۔ ایک نہیں لاکھوں موجود ہیں۔

حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسلمان ہونے سے لیکر وصال تک بے شمار جنگوں میں حصہ لیا۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے پھر بعد میں خلفائے راشدین کے عہد میں اور اُن کی تاریخ ہے الحمدللہ کہ بڑی سے بڑی جنگ سے فاتح لوٹے اور نبی کریم ﷺ نے انہیں اللہ کی تلوار کا لقب دیا۔ ''سیف اللہ'' خالدؓ اللہ کی تلوار ہے لیکن یہ وہ خالدؓ ہے جو اُحد میں محمد رسول اللہ ﷺ کے خلاف لڑ رہا تھا۔ یہ وہ خالدؓ ہے جس کی جنگی ترکیب سے مسلمانوں میں افراتفری مچی اور ستہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

مسلمان شہید ہوئے۔ دندان مبارک محمد رسول اللہ ﷺ کے شہید ہوئے اور رخ اطہر ﷺ پہ زخم آئے وہی خالد۔ اب اس سے بڑا جرم اور کیا ہوگا کہ کوئی تلوار لیکر محمد رسول اللہ ﷺ کے خلاف اٹھے اور دوسروں کو اٹھائے اور ستر مسلمانوں کی شہادت کا سبب بنے اور نبی کریم ﷺ کے رخ انور کو زخمی کرنے کا سبب بنے جرم کی تو حد ہو گئی۔ لیکن جب اُس نے توبہ کی تو بحر رحمت نے اُسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور تاریخ اسلام میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ نبی کریم ﷺ کے خلاف لڑا۔ مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو بھاگ نکلا اس لئے بھاگ رہا تھا کہ میرے باپ نے اور میں نے جتنی مخالفت اسلام کی اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی کی ہے ہمارے لئے معافی کا خانہ کوئی نہیں یا اس کی اپنی رائے یہ تھی کہ جتنے جرائم اور جتنی ایذا نبی کریم ﷺ کو میرے والد نے دی ہے یا میں نے دی ہے اور جس طرح ہم اُن کے خلاف لوگوں کو لیکر صف آرا ہوئے ہیں جتنے صحابہ کرام ہمارے ان جھگڑوں کی وجہ سے شہید ہوئے ہیں اور جتنی رکاوٹیں اسلام کی راہ میں ہم نے کھڑی کی ہیں تو میرے لئے معافی کی گنجائش نہیں ہے۔ میں پکڑا جاؤں گا میں مارا جاؤں گا۔ اب مکہ فتح ہو گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جزیرہ نمائے عرب پر میرے لئے کوئی جائے پناہ نہیں۔ مکہ وہ مرکزی شہر تھا کہ جسکی فتح نے جزیرہ نمائے عرب کو ہلا کے رکھ دیا۔ اب پورے عرب میں کوئی جگہ ایسی نہیں تھی کہ جس کا احتمال ہو کہ وہ فتح نہ ہو سب سے مشکل فتح مکہ تھی اب وہ ہو گئی تو باقی سب اس سے آسان تھے تو وہ بھاگ گیا راستے میں کسی نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا یہاں سے تو میرا شام کا ارادہ ہے اب آگے دیکھتا ہوں حالات کہاں لے جاتے ہیں۔ کیوں بھاگ رہے ہو؟ اس نے کہا مجھے میرے اپنے جرائم بھگا رہے ہیں۔ میرے لئے معافی کا تو کوئی خانہ نہیں۔ میرے لئے سزائے قتل ہی ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کی [illegible]

یہ ہماری قومی عادت ہے
کہ ہم دوسروں پہ تنقید
کرنے میں ساری عمر بسر
کر دیتے ہیں اور اپنا پتہ
کرتے ہی نہیں!

سے نکل جاؤں تو اس نے کہا کہ تو بے وقوف ہے تو سمجھتا ہے کہ یہ سیل رواں کہیں تھم جائے گا۔ جس شام کو تو محفوظ سمجھ رہا ہے کل کیلئے اور بھاگ رہا ہے کل نہ کسی پرسوں تک یہ مسلمانوں کے زیرنگیں ہوگا اور ان کے گھوڑوں کے ٹاپوں کے نیچے ہوگا پھر کہاں جائے گا؟ اس نے کہا تو نے تو مجھے پریشان کر دیا۔ میں کہاں جاؤں؟ اس نے کہا ایک ہی جائے پناہ ہے اور وہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ وہاں جاؤ۔ اُس نے کہا تم مجھے موت کے منہ میں دھکیل رہے ہو۔ اس نے کہا نہیں وہ رحمۃ للعلمین ہے تم جا کے دیکھو۔ یہ تم نے سوچ لیا ہے تم اللہ کے رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈر رہے تم اپنے جرائم سے ڈر رہے ہو۔ تم نے تو رسول اللہ ﷺ کو پہچانا ہی نہیں تم وہاں جا کے دیکھو۔ واپس چل پڑا۔ کسی نے خبر کی آقائے نامدار ﷺ کو کہ ابوجہل کا بیٹا آ رہا ہے۔ اجازت ہو تو شہر سے باہر ہی قتل کر دیا جائے آپ ﷺ نے فرمایا جب آ رہا ہے تو قتل کیوں کیا جائے۔ آنے دو۔ بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جو کیا جہالت میں کیا۔ اس کی تمہارے لئے کوئی سزا نہیں۔ لیکن آج کے بعد دین کی مخالفت چھوڑ دو۔ دین قبول کرو۔ نہ کرو تم آزاد ہو۔ حیران ہو گیا۔ اس کی سوچوں اس کی سمجھ سے یہ بات بالاتر تھی کہ یہ پابندی بھی نہیں کہ مجھے مانو مجھے اللہ کا نبی اور رسول مانو۔ یہ بھی کوئی پابندی نہیں۔ سارے گذشتہ جرائم کی سزا بھی کوئی نہیں صرف ایک بات ہے کہ آئندہ جرم کی کوشش نہ کرنا یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ کہنے لگا ہم ہی بدنصیب ہیں ہم ہی بے وقوف ہیں۔ جو بھاگ رہے ہیں۔ یہاں سے بھاگنا نہیں چاہئے یہ تو رحمت ہے اللہ کا کرم ہے بٹ رہا ہے یہاں تو جھولیاں بھرنی چاہئیں۔ اُس نے کہا کیا میں مسلمان ہو سکتا ہوں؟ فرمایا اللہ کی ساری مخلوق ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں ابوجہل کا بیٹا عکرمہ عرض کر رہا ہوں۔ فرمایا اللہ کی رحمت تیرے گناہوں

سے زیادہ ہے۔ مسلمان ہو گئے بیشمار جہادوں میں حصہ لیا اور عجیب بات ہے جس جہاد میں لڑتے تھے زرہ نہیں پہنتے تھے تو کسی نے کہا زرہ پہننا تو جنگ کا اصول ہے کہنے لگا' نہیں' میری قوت میرا وجود میری طاقت جو اللہ نے مجھے دی تھی اور میری جوانی یہ محمد رسول اللہ ﷺ کے خلاف لڑی ہے۔ اب اس پر جتنے بھی زخم آئیں اس کا حق بنتا ہے میں اس پر زرہ نہیں پہنوں گا۔ اب جو تیر آئے تلوار آئے اُسے سینے پہ سہوں گا۔ زرہ نہیں پہنوں گا۔

ایک بہت بڑے جہاد میں بہت بڑی جنگ میں ایک مجاہد نے دیکھا اُس کی روایت ہے فرماتے ہیں مجھے نام یاد نہیں۔ فرماتے ہیں میں اور میرے ساتھ میرا چچازاد بھائی تھا اور ہم اس طرح لڑ رہے تھے کہ ہم دونوں گھوڑا دوڑاتے اور دشمن کی صفوں میں گھس جاتے اور لڑتے لڑتے لڑتے ساری صفیں چیرتے ہوئے دوسری طرف نکل جاتے پلٹ کر پھر حملہ کر دیتے اور لڑتے لڑتے لڑتے صفیں چیرتے ہوئے پھر اپنے لشکر کی طرف نکل آتے تو فرمایا ایک دفعہ میں نکلا تو میں اکیلا تھا تو میں نے سمجھا کہ میرا بھائی میرا چچازاد زخمی ہو کر گر گیا ہے تو میں نے زخمیوں کا چکر لگایا تو دیکھا ایک جگہ وہ زخموں سے لت پت تڑپ رہا تھا خون بہہ رہا تھا سینہ چھلنی تھا جان بلب تھا ہونٹ خشک تھے اور آواز آ رہی تھی۔ العطش العطش۔ پیاس پانی کا گھونٹ دے دو بے قراری میں نکل رہی تھی۔ اُس نے کہا میں نے بغل سے وہ اپنی چھوٹی سی پانی کی کھولی جو ہر مجاہد کے ساتھ ہوتی تھی کہ پی تو نہیں سکتا لیکن میں اس کے ہونٹ تو گیلے کر سکتا ہوں تو اُس نے اشارہ کیا دوسری طرف کہ پہلے اُس مجاہد کے پاس جاؤ۔ میں نے اُس دوسرے مجاہد کے پاس پہنچا تو اُس نے کہا نہیں پہلے وہاں جاؤ۔ تیسرے کے پاس گیا اُس کا حال بھی یہی تھا لیکن اُس نے کہا نہیں ایک مجاہد وہاں گرا ہے پہلے وہاں جاؤ فرماتے ہیں میں پانچویں کے پاس پہنچا تو وہ شہید ہو چکا تھا۔ واپس چوتھے کے پاس آیا شہید ہو چکا تھا۔ تیسرے کے پاس آیا شہید ہو چکا تھا۔ بھائی کے پاس پہنچا وہ بھی شہید ہو چکا تھا۔ یہ دوسرا مجاہد عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پلٹا تو رب جلیل نے وہ جرأت رندانہ عطا کی کہ نزع کے وقت زخموں سے چور ریت پر پڑا ہے ہونٹوں پہ پپڑیاں جمی ہیں لیکن پانی کو منہ لگانے کی بجائے پھر کہتا ہے پہلے دوسرے کو دو۔

تو فرمایا اسلام مشکل نہیں ہے۔ دین پر عمل محال نہیں ہے اس لئے کہ اللہ کی رحمت ساتھ ہو جاتی ہے اور وہ معاون بن جاتی ہے اللہ کریم توفیق عمل ارزاں کر دیتا ہے لیکن کوئی چاہنے والا بھی تو ہو' کسی کے دل میں درد جاگے بھی سہی' کسی کے لب پہ دعا آئے تو سہی' کوئی مانگے تو سہی' کوئی یہ فیصلہ تو کرے کہ اُسے نبی ﷺ کا ساتھ دینا ہے یا مخالفت کرنی ہے۔ یہاں تو ایسی مخلوق بستی ہے جنہیں یہ شعور ہی نہیں کہ ہم ساتھ دے رہے ہیں یا مخالفت کر رہے ہیں۔ بندے کو اتنا شعور تو ہونا چاہئے کہ میں کسی کے ساتھ ہوں اور کسی کے خلاف ہوں لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت جو نام کی مسلمان ہے قوم کی مسلمان ہے مردم شماری میں مسلمان ہے لیکن وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں کسی کا ساتھ دے رہے ہیں اور کسی کی مخالفت کر رہے ہیں' کیسی عجیب بات ہے!

عرب کے کافروں نے مشرکوں نے اگر نبی ﷺ کی مخالفت کی تو چُن کر مخالفت کی کہ ہم مخالفت کر رہے ہیں انہیں پتہ تھا کہ ہم مخالف ہیں اور کسی نے سمجھا کہ مخالفت غلط ہے اور مجھے توبہ کرنی چاہئے تو پھر اُس نے حمایت کا حق ادا کر دیا۔ جب حمایت پہ آئے تو حمایت کرنے کا اطاعت کا بھی حق ادا کر دیا۔ میرا اور آپ کا فیصلہ یوم حشر کو ہوگا۔ صحابہ کرام کے متعلق تو اللہ نے فیصلہ قرآن میں نازل کر دیا۔ رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اللہ اُن پر راضی ہے اور وہ اللہ پر راضی ہوں گے۔ اتنا عطا کرے گا کہ وہ کہہ اٹھیں گے خدایا بس کر ہماری حیثیت سے بڑھ رہا ہے کام ہماری برداشت سے بڑھ گیا ہے بس کر۔ "راضی ہوں گے" کا مطلب یہ ہے کہ اتنا عطا کرے گا اتنا عطا کرے گا کہ بول اٹھیں گے بس کر خدایا ہم سے سنبھالا نہیں جاتا۔ یہ وہی لوگ نہیں تھے جو ابتدا میں مخالف تھے اکثریت تو انہی کی تھی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

آج جنہیں زمانہ عدل کی مثال اور سمبل سمجھتا ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یہ گھر سے تو محمد رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے نکلے تھے کیا تاریخ موجود نہیں ہے؟ آج بھی تاریخ بتاتی ہے کہ گھر سے تو تلوار لے کر نکلے تھے کہ ایک شخص نے ساری تہذیب الٹ کر رکھ دی تو اس تہذیب کو ختم ہونے سے بچانے کے لئے اس شخص کو ختم کر دینا بہتر ہے لیکن پلٹے تو اُس نئی تہذیب کے علمبر دار تھے۔ اور اطاعت کا حق ایسے ادا کیا کہ اب عدل کی مثال اور نمونہ اور سمبل بن گئے ہیں عدل کا۔ تو جب شہید ہوئے زخمی تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم گھوڑا دوڑاتے ہوئے ایک یہودی جراح تھا بہت معروف تھا زخموں کا علاج کرنے کے لئے مشہور تھا اُس کے پاس گئے اور اُسے کہا فوراً میرے ساتھ گھوڑے پر بیٹھو۔ اُسے اپنا گھوڑا نہیں لینے دیا۔ اُس پر کاٹھی ڈالنے کی مہلت اُسے نہیں دی کہ دیر ہو جائے گی فوراً میرے پیچھے میرے گھوڑے پہ بیٹھ جاؤ اور اپنا صندوقچہ لے لو۔ امیر المومنین زخمی ہیں اور سخت زخمی ہیں فوراً پہنچنا ہے تو راستے میں اُسے فرمایا گھوڑا روک کر کہ اُتر جاؤ تمہارا گھر نزدیک ہے واپس ہو جاؤ۔ اُس نے کہا مجھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے سواری بھی نہیں لینے دی۔ کپڑے نہیں بدلنے دیے تیاری نہیں کرنے دی جو صندوق ہے اٹھاؤ اور چلو ایک ''بجھکا'' سا طبیبوں کا حکیموں کا ہوتا ہے جو اپنا بجھکا اٹھاؤ اور چلو۔ اب کہتے ہو واپس چلے جاؤ۔ فرمایا اس لئے کہتا ہوں کہ امیر المومنین شہید ہو چکے ہیں۔ اُس نے کہا آپ کو کس نے بتایا؟ میں نے تو نہیں سُنا کس نے کہا میں بھی تو آپ کے ساتھ تھا۔ فرمایا یہ ریوڑ دیکھتے ہو بکریوں کا' دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا یہ دوسرے شخص کا ہے جس فصل میں چر رہا ہے یہ دوسرے شخص کی ہے۔ دوسرے کے جانور کا دوسرے کے فصل میں چرنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ شہید ہو چکا ہے۔ اگر امیر المومنین زندہ ہوتے تو کسی کا جانور بھی دوسرے کے فصل میں نہیں جاتا تھا۔ یہ وہی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہے جو گھر سے محمد رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے نکلا تھا۔ تو فرمایا۔

وکفیٰ بربک ھادیا ونصیرا o

اے میرے بندے میں تیرا رب ہوں پروردگار ہوں تیرے لئے میں کافی ہوں۔ ہدایت دینے کے لئے بھی تیری ساری دنیا و آخرت سنوارنے اور تیری مدد کرنے کے لئے میں ایک کافی ہوں لیکن کم از کم تو مجھے مان تو سہی۔

زندگی قیمتی ہے کہ جب یہ ختم ہوگا تو تم ساری دنیا کی دولت دے کر چاہو کہ کوئی ایک لمحہ تمہیں کہیں سے خرید دے تو نہیں مل سکے گا۔ یہ گزارنے کے لئے نہیں ہے یہ سنوارنے کے لئے ہے! یہ کہنا تو درست ہے کہ بحمد اللہ آج اللہ نے مجھے گناہ سے بچایا آج کا دن اللہ نے مجھے نبی ﷺ کی نافرمانی سے بچایا آج کا دن میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا کل بھی اللہ مدد کرے گا یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ یہ مسلمان کی بات ہو سکتی ہے لیکن یہ بات کہ وقت پاس ہو رہا ہے یہ وقت پاس کرنے کے لئے یہ چرواہوں نے بھی پکا لیا انگریزی کا لفظ ''پاس'' تو چرواہے اور ان پڑھ بھی جانتے ہیں جسے پوچھو کیا؟ ٹائم پاس ہو رہا ہے' کبھی نہیں کہتے وقت' کہتے ہیں ٹائم پاس ہو رہا ہے۔ تو ٹائم اتنا سستا نہیں ہے اس ایک ایک لمحے کا حساب ہوگا۔ حکومت اللہ کریم کی ہوگی وہ بہت بڑا رحم کرنے والا ہے لیکن حق ہے حق ہوگا ظلم نہیں ہوگا۔ اور مجرم کو جرم کی سزا نہ دینا حق نہیں ہے۔ مزدور کو اُس کا حق نہ دینا حق نہیں ہے۔ وہاں حق ہوگا۔ اب یہ بات تو قابل معافی ہے کہ ایک شخص اپنی بھرپور کوشش کرتا ہے اطاعت نبوی ﷺ کے لئے لیکن بتقاضائے بشریت اُس سے خطائیں ہو جاتی ہیں یہ تو قابل معافی ہے۔ ایک شخص پرواہ ہی نہیں کرتا جانتا پوچھتا ہی نہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کون ہے اور قرآن کیا ہے۔ زندگی میری ہے میں جیسے چاہوں گا بسر کروں گا' کیا یہ قابل معافی ہے؟ پھر ایک شخص اس سے آگے بڑھتا ہے اور وہ دین کی مخالفت شروع کر دیتا ہے۔ مذاق اڑاتا ہے احکام شریعت کا تو یہ باتیں تو قابل معافی نہ رہیں

تو میرے بھائی! بظاہر تو زندگی چند سانسیں ہیں لیکن یہ چند سانسیں کتنا عجیب سودا ہے کہ عمل کرنے کے لئے تھوڑا سا وقت ہے اور اجر پانے کے لئے بے حساب زندگی ہے اور کتنا

بد بخت ہے وہ بندہ کہ جو ان چند سانسوں کو نافرمانی میں بسر کر کے ایک ابدی زندگی کو تباہ کر لے۔ اس میں کوئی ضرورت نہیں کسی پیر فقیر کی کسی مولوی عالم کی کسی چھوٹے بڑے کی ایک اللہ کو پکار لو اپنے رب کو اپنا بنا لو اللہ سے دعا کرو۔ وہ تمہیں محمد رسول اللہ ﷺ کی ہر ادا سکھا دے گا اُس پر عمل کرنے کی توفیق دے دے گا۔ علم کے ذرائع بنا دے گا۔ نیک لوگوں کی محفل میں پہنچا دے گا۔ اپنی یاد کی توفیق سارے کام وہ خود کر دے گا لیکن کوئی مانگے تو سہی کوئی چاہے تو سہی۔ یھدی الیہ من ینیب۔ جس کے دل میں درد پیدا ہو اُسے میں اپنی طرف راستہ دکھا دیتا ہوں۔ اب اس انتظار میں رہنا کہ میری جو مرضی آنے میں وہ کروں گا اور مجھے زبردستی اسلام اللہ چھوڑ دے گا۔ ایسا نہیں ہوگا۔ ہماری عادت ہوگئی ہے یہ ہماری قومی عادت ہے کہ ہم دوسروں پہ تنقید کرنے میں ساری عمر بسر کر دیتے ہیں اور اپنا پتہ کرتے ہی نہیں! فلاں کا گھر لٹ گیا فلاں کو ڈاکو پڑ گئے۔ فلاں نے جوئے میں ہار دیے فلاں..... اپنی آگ لگی ہوئی ہے گھر میں اُس کی خبر ہی نہیں ہے۔ حساب تو اپنا دینا ہے۔ زندگی تو اپنی گزر رہی ہے وقت تو اپنا گزر رہا ہے۔ سب سے پہلے آپ اپنا محاسبہ ضروری ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں؟ کم از کم اگر حق اطاعت ادا نہ کر سکے تو کم از کم اللہ کے رسول ﷺ کا مخالف تو نہ ہو۔ یہاں تو آپ کو اکثریت اُن لوگوں کی ملے گی جنہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ ہم مخالف ہیں یا موافق کیسی ستم ظریفی ہے اپنے آپ کے ساتھ کتنا ظلم ہے! سیاسیات میں آپ دیکھیں ایک حکومت ہے لوگ جو مخالف ہیں مخالف ہیں جو اُس کے ساتھ ہیں ساتھ ہیں لوگوں کو پتہ ہے کہ میں حکومت کے خلاف کام کر رہا ہوں یا میں حکومت کے ساتھ ہوں مخالفت والے مخالفت کر رہے ہیں جو ساتھ دے رہے ساتھ دے رہے ہیں۔ پتہ تو ہے نا لوگوں کو۔ اور نیچے عام آدمی تک سب کو پتہ ہے کہ جی وہ یہ کہتا ہے میں پیپلز پارٹی کے ساتھ ہوں۔ میں مسلم لیگ کے ساتھ ہوں وہ کہتا ہے میں اس نئی ''ق'' لیگ کے ساتھ ہوں حکومت کے ساتھ ہوں ایک عام چرواہے کو گڈریے کو ہر بندے کو پتہ ہے میں اُس کا مخالف ہوں اُس کے ساتھ ہوں۔ دین کا نام لیں تو پتہ ہی کوئی نہیں کہ میں مخالفت ہوں یا موافق ہوں۔ یعنی سب سے بڑا ظلم اپنے آپ کے ساتھ تو یہ ہے کہ ہم یہ طے ہی نہ کریں کہ ہمیں موافقت کرنی ہے یا مخالفت کرنی ہے اور اگر موافقت کرنی ہے تو پھر بات بنے پھر ہم جائزہ لیں کہ کتنی موافقت کر رہا ہوں تو پھر سزا تو مخالفت پر ہے اگر کوئی یہ پوچھے ہی نہیں کہ کیا کھا رہا ہوں اور زہر کھانا شروع کر دے تو وہ مرے گا نہیں! زہر تو زہر ہے کھائے گا تو مرے گا جان کر کھائے گا زہر ہے کھا رہا ہے مرے گا۔ نہیں جانتا لا پرواہی میں کھاتا ہے مرے گا۔ نافرمانی تو زہر ہے جان کر کھاتا ہے یا انجانے میں کھا رہا ہے مرے گا۔ نبی ﷺ کے دشمنوں میں آئے گا اور کل کو اللہ پر اللہ کے رسول ﷺ پر اللہ کی کتاب پر دین کے نظریات پر تنقید کر رہا ہوگا۔ مضامین لکھ رہا ہوگا اور باتیں بنا رہا ہوگا۔

تو میرے بھائی! اپنے اللہ کو پکارو۔ اپنے اللہ سے بات کرو۔ اپنی تنہائی میں بیٹھ کر کرو یا اللہ دنیا میں بھانت بھانت کی بولیاں ہیں اور گھر گھر کی الگ صدا ہے دین کے نام پر محراب و منبر بھی دکانیں بن گئی ہیں کوئی سمجھ نہیں آتی کوئی کیا کہتا ہے لیکن تو تو قادر ہے تو مجھ پہ رحم فرما۔ میرے گناہ معاف فرما اور مجھے ہدایت کا رستہ دکھا۔ وہ آپ کو ایسے لوگوں سے ملا دے گا۔ ایسے لوگوں سے ملا دے گا جو کے پسندیدہ ہوں گے۔

یھدی الیہ من ینیب۔ مفسرین بھی اس کی تفسیر و تعبیر میں یہی لکھتے ہیں کہ جس کے دل میں انابت پیدا ہو جائے اللہ کریم اُسے اپنے نیک بندوں سے ملا دیتے ہیں جہاں اُسے علم بھی مل جاتا ہے توفیق عمل بھی مل جاتی ہے یاد الٰہی بھی مل جاتی ہے اور اُس کی دین اور دنیا دونوں سنور جاتی ہیں۔ اللہ کریم ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے اور ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں میں زندہ رکھے۔ آپ ﷺ کے غلاموں میں موت دے اور آپ ﷺ کے غلاموں میں حشر کرے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال و جواب

07 اگست 2004ء کو سالانہ اجتماع کے دنوں میں حاضرین کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے شیخ المکرّم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالیٰ نے جوابات ارشاد فرمائے۔ قارئین المرشد کے استفادہ کے لئے یہ سوال و جواب من وعن پیش خدمت ہیں۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 7-08-04

سوال :- یہ سوال ہے اور بہت اچھا سوال ہے۔ روحانی بیعت میں حضور اکرم ﷺ کی طرف سے جو کچھ عطا ہوتا ہے اُس کی اہمیت کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

جواب :- یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جسے بھی روحانی بیعت نصیب ہوتی ہے اُسے نبی اکرم ﷺ کچھ نہ کچھ عطا فرماتے ہیں۔ مختلف لوگوں کو مختلف چیزیں عطا فرمائی جاتی ہیں اور اُس میں خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ جس بندے کو جو چیز عطا ہوتی ہے اُس کام کی اُسے توفیق بھی نصیب ہو جاتی ہے اور استعداد بھی اللہ کی طرف سے نصیب ہو جاتی ہے۔ بعض احباب کو قلم عطا ہوتا ہے تو انہیں قلم سے دین کی خدمت کرنے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے اور اُس کی استطاعت بھی اُن میں اللہ کریم کی طرف سے آجاتی ہے اور اللہ دین کی خدمت کرنا نصیب کر دیتا ہے۔ بعض لوگوں کو کوئی ہتھیار ملتا ہے بعض لوگوں کو ڈھال تلوار مل جاتی ہے بلکہ اس دفعہ میں نے دیکھا بعض لوگوں کو باقاعدہ ڈھال تلوار یا اس طرح کے۔ اگر ایسی چیزیں نصیب ہوتی ہیں تو ایک جذبہ جہاد اُس میں جوان ہو جاتا ہے اور اللہ کریم اُس سے اُسکا کام بھی لیتا ہے استعداد بھی عطا کر دیتا ہے۔

بعض عمر رسیدہ بندوں کو تسبیح یا اس طرح کی چیزیں عطا ہوتی ہیں جس سے انہیں ذکر کی اور تسبیحات کی مزید توفیق عطا ہو جاتی ہے۔ اس طرح خواتین کو جائے نماز، کسی کو چادر کسی کو تسبیح اُنکی استعداد کے مطابق کسی کو کتاب عطا ہوتی ہے کسی کو قرآن کریم تو اُس عطا سے جو نتیجہ نکلتا ہے یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی کو قرآن کریم عطا ہوا ہے تو اُسے کثرتِ تلاوت کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے، فہم قرآن نصیب ہو جاتا ہے اور توفیق عمل نصیب ہو جاتی ہے۔ تو یہ خاص علامات ہوتی ہیں اور عموماً جس بندے میں فطری طور پر جس طرح کی استعداد ہو اُس طرح کی چیزیں اُسے عطا ہوتی ہیں۔ مردوں میں اکثر کو جھنڈا عطا کر دیا جاتا ہے جس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ دین کی بات کو بہت دور تک پھیلائے گا یا اُس کیلئے بہت کوشش کرے گا۔ تو جو کچھ عطا ہوتا ہے ایک تو عموماً یہ ہوتا ہے کہ اس بندے کا مزاج ویسا ہوتا ہے اُس کے مطابق حضور ﷺ عطا فرما دیتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں۔ جسے جو عطا ہو جائے مزاج بھی اُس کے مطابق بن جاتا ہے اور اُس کی توفیق بھی اُس بندے کو نصیب ہو جاتی ہے۔

سوال :- امام مہدی کا جب ظہور ہوگا تو کیا وہ صاحبِ سلسلہ ہوں گے؟

جواب :- میں نے تو یہ بات کہیں دیکھی پڑھی اور سُنی نہیں ہے اور نہ کسی نے آج تک یہ سوال کیا ہے۔ چونکہ ایسا بندہ جس کی کوئی تربیت نہیں کرے گا جسے کوئی سکھائے گا نہیں بلکہ من جانب اللہ اُسے ایک استعداد عطا کر دی جائے گی اور وہ پھر کہہ دے گا کہ میں وہ شخص ہوں تو اُس سے آگے کوئی سلسلہ چل پڑے تو ہو سکتا ہے۔ امام مہدی کے بارے جتنی خبر ملتی ہے اُس میں یہ کہیں نہیں ملتا کہ وہ کس سلسلے سے ہوں گے

www.naqshbandiaowaisiah.com

یا کس سلسلے سے اُن کا تعلق ہوگا۔

سلاسل کی حقیقت یہ ہے کہ ایک منزل کی طرف کئی راستے ہیں یہ افغانوں کے ٹرکوں پہ ایک جملہ لکھا ہوتا ہے کہ

منزل دا تولو یو دے

لارے جدا جدا

''کہ منزل سب کی ایک ہے راستہ اپنا اپنا ہے''۔

تو سلاسل میں اگر کوئی فرق ہوتا ہے تو طریقہ ذکر کا ہوتا ہے یا نسبت میں فرق ہوتا ہے کسی کی مضبوط ہوتی ہے کسی کی اُس سے کم مضبوط ہوتی ہے کسی کی زیادہ مضبوط ہوتی ہے لیکن مقصد سب کا ایک ہی ہوتا ہے اور منزل بھی سب کی ایک ہی ہوتی ہے اور برکات بھی تمام سلاسل میں نبی کریم ﷺ ہی کی ہوتی ہیں۔ تو اپنی محنت مجاہدہ اُس کے اوقات اُس کے طریقہ کار' شیخ کا توجہ دینے کا طریقہ سیکھنے کا طریقہ ان میں فرق ہوتا ہے لیکن سکھاتے سارے اللہ ہی کا نام ہیں برکات سارے نبی کریم ﷺ کی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ رضائے الٰہی کے طالب سارے ہوتے ہیں۔ کوئی سلسلہ کسی سلسلے کے خلاف یا متصادم نہیں ہے اور نسبت اویسیہ کی جو فضیلت ہے وہ یہ ہے کہ کسی بھی سلسلے میں ہو ہمارے ہاں تو برصغیر میں چاروں سلاسل معروف ہیں لیکن سلاسل بہت سے ہیں اور جو دنیا میں تھے ختم ہو گئے بہت سے ایسے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں مسلمانوں میں چل رہے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے یا برصغیر کے لوگ نہیں جانتے۔ ہوتا یہ ہے کہ ایک خاص مقام تک یا عرشی منازل تک تو ہر سلسلے میں ترقی ہوتی رہتی ہے اور ہر سلسلے کا طریقہ کار ترقی کا یہی ہے کہ جب طالب شیخ کے پاس جاتا ہے تو وہ اُسے جتنی اُس نے محنت مجاہدہ کر کے استعداد جمع کی ہوتی ہے اتنا وہ آگے چلا دیتا ہے پھر الگ ہو گئے تو اپنی جگہ مجاہدہ کرتے رہے محنت کرتے رہے اور پھر جب حاضری ہوئی تو جتنا نصیب تھا اتنا اور آگے چل گئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر اس طرح سے کرو کہ لوگ کہہ اٹھیں کہ یہ پاگل ہے۔

ترقی بہر حال ہر سلسلے میں شیخ کی صحبت میں آ کر ہوتی ہے لیکن کسی بھی سلسلے کا کوئی فرد اگر منازل عرشی طے کر جائے اور عالم امر میں قدم رکھے تو اُسے یہ نسبت نصیب ہو جاتی ہے اور یہ استعداد نصیب ہو جاتی ہے کہ پھر وہ کہیں بھی رہے اور کتنے عرصے بعد بھی شیخ کو ملے اُسے ایک حضوری نصیب ہو جاتی ہے وہ جہاں بھی ہوتا ہے اُس کے منازل ترقی کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ایک جگہ پر جا کر سارے ہی نسبت اویسیہ میں آ جاتے ہیں۔

یہ نسبت اویسیہ اسے اس لئے نہیں کہا جاتا کہ اس کے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ میں سے ہیں۔ نہیں' حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ نسبت نصیب ہوگئی تھی کہ انہیں بارگاہ نبوت ﷺ میں حضوری تو نصیب نہ ہوسکی لیکن حصول فیض انہوں نے بہت بے شمار حاصل کیا۔ بعض شرعی وجوہات کی وجہ سے وہ سفر نہ کر سکے اور بارگاہ عالی ﷺ میں حاضر نہ ہو سکے لیکن اُن کا عشق اُن کا جذبہ اور اُن کی محبت نبی کریم ﷺ کی ذات کے ساتھ اُن کی اطاعت وہ سب اتنی تھی کہ انہیں دور رہ کر بھی برکات نبوت ﷺ پہنچتی رہیں۔ حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے وصایا میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میرے بعد جب موقع ملے تو اویس کے پاس جانا اُسے میرا اسلام بھی کہنا اور اُسے یہ بھی کہنا کہ میری امت کی بخشش کی دعا بھی کرتے رہنا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے عہد خلافت میں وہاں تشریف لے گئے اُن سے ملے بھی اور حضور ﷺ کا سلام بھی پہنچایا۔ یہ اتنی بڑی بات ہے کہ شاید دنیا میں کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوئی کہ اُن کی انفرادی عظمت کہ نبی کریم ﷺ نے اتنی شفقت کا اظہار فرمایا۔ تو جس طرح انہیں دور رہ کر بھی ایک قلبی تعلق اتنا مضبوط نصیب ہو گیا تھا کہ وہ برکات وصول ہوتی رہیں اُس طرح کا تعلق نصیب ہو جائے تو اُسے نسبت اویسیہ کہتے ہیں' تو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی جہاں سلاسل کا ذکر فرمایا ہے انہوں نے ایک پوری

www.naqshbandiaowaisiah.com

کتاب اس پہ لکھی ہے ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ''۔تو اُس میں جہاں تک مجھے یاد ہے۔مدت ہوئی کتاب دیکھے۔ غالباً چودہ سلاسل کا تذکرہ انہوں نے اُس میں فرمایا ہے جواُن کی معلومات میں یا اُن کے علم میں تھے اور اُس میں انہوں نے یہ نسبت اویسیہ کا تذکرہ بھی فرمایا ہے اور وہ لکھتے ہیں اُس میں کہ نسبت اویسیہ ایک اللہ کی عجیب نعمت ہے اس کے مشائخ کا جب ظہور ہوتا ہے اور سلسلہ چشمے کی طرح جب پھوٹتا ہے تو روئے زمین کو سیراب کر دیتا ہے اور یہ جل تھل کر دیتا ہے اور پھر ایسا وقت آتا ہے کہ وہ لوگ دنیا سے سفر کر جاتے ہیں پیچھے کوئی رہتا نہیں جس طرح دریا ریت میں جذب ہو جاتا ہے یہ زیر زمین چلا جاتا ہے پتہ ہی نہیں چلتا کہ کہیں کوئی ہے بھی یا نہیں۔ اور پھر جب اللہ چاہتا ہے تو پھر اس کا ظہور ہوتا ہے اور اس طرح فیض عام ہو جاتا ہے تو اب آپ دیکھیں سوا چودہ سو سال میں ہمارے شجرہ میں دس گیارہ اسمائے گرامی ہیں۔ مشائخ عظام میں کہیں دو سو سال کا فرق ہے کہیں چار سو سال کا بعد ہے۔تو یہ ایک عجیب نسبت ہے اور یہ قلبی کیفیات سے اور عقیدت' ادب واحترام سے اور اطاعت سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک جذبہ عشق ہے ایک جنون ہے ایک ایسی کیفیت ہے جو بندے کو رہتا تو دنیا میں ہے اُسے بھوک بھی لگتی ہے اُس کے کاروبار بھی ہوتے ہیں سب کچھ ہوتا ہے لیکن سب پر فوقیت اور ترجیح اُس کی جو ہوتی ہے وہ الفت الٰہی میں اور حضور الٰہی میں اور ذکر اذکار میں ہوتی ہے۔تو یہ اُس طرح کی کیفیت ہوتی ہے۔

جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر اس طرح سے کرو کہ لوگ کہیں کہ یہ پاگل ہے۔ واذکروا اللہ حتی یقولوا مجنونٌ۔ کہ لوگ یہ کہیں یہ تو پاگل ہے۔ بے وقوف ہے پتہ نہیں کس کام میں لگ گیا ہے تو اس طرح کا جنون جب کسی کو نصیب ہو جائے تو یہ نسبت

> دین کے معاملے میں مصیبت یہ ہے کہ جس نے کچھ نہیں سیکھا وہ بھی کہتا ہے کہ میں سب جانتا ہوں۔ عالم نے تو کچھ تو سیکھا بھی ہے پڑھا بھی ہے مطالعہ بھی ہے تجربہ بھی ہے لیکن جس نے دین نہیں سیکھا وہ بھی فتویٰ دینے پہ تیار ہے۔

نصیب ہوتی ہے کہ ہر چیز پہ فوقیت ہو رضائے الٰہی کو اور قرب الٰہی کو اور وصال پیامبر ﷺ کو۔ اللہ بہت کریم ہے وہ جب انعام فرماتا ہے تو اپنی شان کے مطابق عطا فرماتا ہے پھر اُسکی طرف سے عطا ہوتا ہے تو یہ ضروری نہیں کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ مجھ میں یہ قابلیت تھی تو اللہ نے مجھے دیا۔ یہ نہیں ضروری ہوتا۔ ہوتا یہ ہے کہ اُس کا کرم اُس کی پسند سے ہوتا ہے اور جسے عطا کر دے اُسے یہ احساس ہونا چاہئے کہ اللہ نے مجھ پہ کتنا انعام کیا اور میں اس کی کس حد تک پاسداری کرتا ہوں۔ اپنی بہترین کوشش جو ہے وہ اُس کی پاسداری پہ لگائے۔تو روحانی بیعت اتنا بڑا انعام ہے اتنا بڑا انعام ہے کہ جن لوگوں نے تصوف کو پڑھا نہیں یا صوفیا کے حالات کو یا اس موضوع کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی اُن کی سمجھ میں یہ بات آتی ہے ہی نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ اتنی بڑی بات ہے کہ بڑے بڑے صاحب علم لوگوں کی سمجھ میں یہ بات اس لئے نہیں آتی کہ انہوں نے اس موضوع کو پڑھا ہی نہیں۔ دنیا کے امور میں تو ہم واقعی اس بات کا احساس رکھتے ہیں کہ جو علم میں نے نہیں سیکھا جس کو میں نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی اُس میں میری رائے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک آدمی کمپیوٹر نہیں جانتا وہ کتنا بڑا بھی عالم ہے جب کمپیوٹر کی بات آتی ہے۔ اسے آن کریں اس میں فلاں ویب سائٹ نکالیں یا یہ چیز ہے تو وہ کہتا ہے میں اسے نہیں جانتا۔ کتنا بڑا فاضل ہے اُس نے ڈرائیونگ نہیں سیکھی تو اُسے آپ کہیں کہ بھئی حضرت گاڑی آپ چلائیں تو وہ بتا دے گا کہ میں نے ڈرائیونگ نہیں سیکھی۔ میں نہیں جانتا یہ تمہارا کام ہے چلاؤ۔ دین کے معاملے میں مصیبت یہ ہے کہ جس نے کچھ نہیں سیکھا وہ بھی کہتا ہے کہ میں سب جانتا ہوں۔ عالم نے تو کچھ تو سیکھا بھی ہے پڑھا بھی ہے مطالعہ بھی ہے تجربہ بھی ہے لیکن جس نے دین نہیں سیکھا وہ بھی فتویٰ دینے پہ تیار ہے۔ بڑی بدقسمتی ہے ہماری اور عالم بھی جتنا بھی تحصیل علم کر لے تصوف ایک الگ سبجیکٹ Subject ہے الگ موضوع

ہے تو ہر عالم کو بھی وہ سیکھنا سمجھانا اُس کی تہہ پہ جانا پڑتا ہے اور آج سے پہلے اگر ہم اپنے حضرات علما کرام کی سوانح پڑھیں برصغیر کے علما کی سوانح پڑھیں تو ایک عجیب بات ملتی ہے کہ جی فلاں مدرسے سے تحصیل علم مکمل کرنے کے بعد فارغ التحصیل ہونے کے بعد فلاح شیخ کی خدمت میں گئے اور اتنا عرصہ وہاں رہے یعنی ہر عالم یہ کوشش کرتا تھا کہ تعلیم مکمل کر کے کسی صوفی کسی اللہ والے کسی بزرگ کی خدمت میں جائے کچھ عرصہ وہاں رہے اور وہ بھی اُس سے سیکھتے اور حاصل کرتے اب یہ مصیبت تو اس زمانے کی ہے کہ لوگوں نے علوم ظاہری میں بھی تحصیل علم چھوڑ دیئے چند تقریریں یاد کر لیں تو وہ عالم بن جاتے ہیں۔ علم اور شے ہے تقریر کرنا اور شے ہے۔ جاننا اور چیز ہے۔ تو ایسے لوگ بھی میں نے دیکھے ہیں کہ جنہوں نے چھ سات آٹھ تقریریں یاد کر رکھی ہیں مختلف جگہ جلسے کرتے رہتے ہیں آخری تقریر کی باری آنے تک وہ اسی میل سفر کر چکے ہوتے ہیں تو پھر شروع ہو جاتے ہیں۔ تو اس طرح کے بہت سے لوگ جو واقعی عالم نہیں ہیں لیکن انہوں نے جگہ علماء کی سنبھال رکھی ہے اور وہاں بیٹھے ہیں۔ شاید یہی شکایت کی تھی شاعر نے کہ

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

جہاں کبھی شاہین ہوا کرتے تھے اُن گھونسلوں میں کوے بیٹھتے ہیں اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے شکایت کی تھی کہ حضرت آج کل تو مولوی چور ہو گیا۔ آپ نے فرمایا نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ مولوی مولوی ہی ہے چوروں نے داڑھیاں بڑھائی ہیں اور تم انہیں بھی مولوی کہتے ہو۔ یعنی لوگ فطرتاً اُسے پیشہ سمجھ کر یا ذریعہ معاش سمجھ کر یا پیسے جمع کرنے کا ایک فن سمجھ کر ایک حلیہ بنا لیتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں اور کیوں کہتے ہیں اُس کی کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ لیکن جو حضرات واقعی اہل علم ہیں جنہوں نے حصول علم میں عمریں صرف کر دیں لیکن اُن کا مطالعہ تصوف کا نہیں ہے کسی شیخ کی صحبت نصیب

بیعت روحانی جسے نصیب ہو جائے اُسے کم از کم اپنے ہر کام میں یہ احساس ہونا چاہئے کہ اللہ نے مجھ پر یہ انعام فرمایا ہے تو میں اس کی حدود و قیود کا لحاظ رکھو اور اس کا حق ادا کروں۔

نہیں ہوئی۔ کم از کم کتب تصوف کا مطالعہ بھی نہیں کیا تو انہیں بھی اس موضوع کی سمجھ نہ آتی ہے اور نہ آنی چاہئے لیکن ہماری کمزوری یہ ہے کہ ہم اس کا اقرار نہیں کرتے۔

میں نے گذشتہ نصف صدی میں غالباً دو بندے ایسے میرے علم میں آئے ہیں علما حضرات سے جن پر یہ سوال کیا گیا ہے تصوف کے بارے اور انہوں نے فرمایا کہ میں اس فن کا آدمی نہیں ہوں اس کے فن کے آدمی سے پوچھو۔ میں اس کے بارے جواب نہیں دیتا پچاس برسوں میں میرے علم میں دو بندے ایسے آئے ہیں اور بھی اللہ کے بندے بہت ہوں گے اللہ کی کائنات اللہ والوں کے دم سے آباد ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم جنہیں جانتے ہی ہوں بے شمار لوگوں کو ہم نہیں جانتے لیکن اُن کے دم قدم سے کائنات کی رونقیں ہیں اور اللہ کی رحمتیں ہر بندے پر متوجہ ہو رہی ہیں ہر ایک کا ایک اپنا مقام ہے۔

ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است

تو یہ اتنا بڑا انعام ہے کہ اچھا بھلا پڑھا لکھا آدمی بھی جب تک اس فن سے واقف نہ ہو اُسے سمجھ نہیں سکتا اور جسے یہ نصیب ہو جائے یہ ضروری نہیں کہ وہ بڑا صاحب استعداد فرد ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے کسی میں بھی استعداد نہیں ہے سوائے اس کے کہ اللہ ہم پر مہربانی کرے اور رحمت الٰہی دستگیری فرمائے اور یہ نصیب ہو جائے۔ تو بیعت روحانی جسے نصیب ہو جائے اُسے کم از کم اپنے ہر کام میں یہ احساس ہونا چاہئے کہ اللہ نے مجھ پر یہ انعام فرمایا ہے تو میں اس کی حدود و قیود کا لحاظ رکھوں اور اس کا حق ادا کروں۔

سوال: یہ سوال ہے کہ جب سالک یا مرید ذکر کرتا ہے تو برکات نبوت ﷺ یا کیفیات قلبی کے ساتھ شیخ کے جو ذاتی اوصاف ہیں جیسے شجاعت، بہادری، فہم وغیرہ کیا یہ اوصاف بھی مرید میں منتقل ہوتے رہتے ہیں؟

جواب: جہاں تک میرا اس سوال سے تعلق

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے میں تو آپ سے یہ عرض کرسکتا ہوں کہ ہمیں تو شیخ کی بیماریاں تک منتقل ہو جاتی تھیں ہر ایک کی اپنی کیفیت ہوتی ہے تو ہمارا عالم تو یہ ہوتا تھا کہ اگر کبھی بخار ہو گیا تو پتہ چلتا تھا کہ حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت خراب ہوئی ہوگی' ایسا ہوتا تھا۔ضروری ہے کہ برکات جس قلب سے جس قلب تک پہنچتی ہیں اب یہ وصول کرنے والے کی ایک کیفیت ہے کہ وہ کتنا وصول کر رہا ہے اپنی اپنی استعداد ہوتی ہے اُس حساب سے یہ چیزیں ملتی رہتی ہیں۔

سوال :- مومن کے ساتھ قرآن میں غلبے کا وعدہ ہے۔تو مومن آج غالب کیوں نہیں ہے؟

جواب :- قرآن کریم تو واقعی باقی ہے لیکن قرآن کریم نہ کوئی توپ ہے نہ تلوار ہے قرآن اللہ کا کلام ہے اور ایک ضابطہ حیات ہے۔زندگی کا ایک نصاب ہے۔اب اُس پہ یہ سوچنا جیسے اس سوال سے میری سمجھ میں جو بات آتی ہے کہ مومن کے ساتھ غلبے کا وعدہ ہے قرآن میں' تو مومن غالب کیوں نہیں ہے؟ بڑی الٹی سی بات ہے ایسا کوئی وعدہ نہیں ہے کہ جو قرآن سر پہ رکھ لے گا وہ ساری دنیا کو فتح کر لے گا۔ایسا کوئی وعدہ نہیں ہے۔وعدہ یہ ہے کہ قرآن میں جو کردار مطلوب ہے اگر وہ کردار اپناؤ گے تو غالب تم ہی ہوگے۔قرآن حکیم نے نسخے بتائے ہیں انسانیت کی حیات اور بقا کے لئے اور بیماریوں سے بچنے کے لئے۔اب اگر کوئی قرآن کو اللہ کی کتاب مان کر وہ نسخہ اپناتا ہے تو اُس کی دنیا بھی سدھر جاتی ہے اور آخرت بھی لیکن اگر کوئی قرآن پہ ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے لیکن قرآنی نسخہ استعمال کرتا ہے تو دنیا کا فائدہ اُسے بھی ہوتا ہے۔نسخہ تو فائدہ دے گا۔ایسے لوگوں میں اسلام کا ظہور ہوا جنہیں اُس وقت کوئی حکمران اپنی حکومت میں شامل نہیں کرنا چاہتا تھا۔جزیرہ نمائے عرب کے دونوں طرف اُس وقت کی دو

جو قرآن سر پہ رکھ لے گا وہ ساری دنیا کو فتح کر لے گا۔ایسا کوئی وعدہ نہیں ہے۔وعدہ یہ ہے کہ قران میں جو کردار مطلوب ہے اگر وہ کردار اپناؤ گے تو غالب تم ہی ہوگے

سپر پاورز تھیں قیصر اور کسریٰ اور جس کا جی چاہتا سپاہی بھیج کر انہیں روند ڈالتا لیکن کوئی بھی انہیں اپنی سلطنت میں شامل کیوں نہیں کرتا تھا کہ اکھڑ لوگ ہیں جاہل لوگ ہیں چیز وہاں ہوتی کوئی نہیں انہیں کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑے گا حاصل ان سے ہوگا کچھ نہیں روز فساد ہوگا۔رہنے دو قبائل سرداروں کا غلبہ تھا اور کوئی نہیں پوچھتا تھا۔قیصر اپنی سلطنت میں شامل کرنا نہیں چاہتا تھا۔اُن لوگوں میں قرآن حکیم کا نزول ہوا اور بعثت آقائے نامدار ﷺ ہوئی۔لیکن ایک بات تھی فطرتاً آزاد منش لوگ تھے۔غلامی اُن کے مزاجوں میں نہیں تھی۔جس نے مخالفت اسلام کی کی اُس نے بھی سرمیدان کی اور جس نے اسلام قبول کیا اُس نے بھی سرمیدان کیا۔سینے چھلنی کروائے گردنیں کٹادیں آزادی مزاج میں تھی اس لئے اللہ نے انہیں اس نعمت سے نوازا۔اور وہ آداب شاہی سے یا قبضہ حکومت سے یا انتظام وانصرام سے تو قطعی نابلد لوگ تھے جب انہوں نے قرآن کا دامن پکڑا تو انہوں نے سب کچھ ہی قران پر چھوڑ دیا کہ اب وہی کرنا ہے جو قرآن کہتا ہے۔قرآن نے انہیں وہ آداب اور وہ اخلاق اور وہ طور اور وہ طریقے سکھائے کہ

جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

دنیا کے فاتح' دنیا کے حکمران اور دنیا کے سلطان اور دنیا کی زینت بن گئے وہ ریاستِ مدینہ منورہ جب پھیل رہی تھی تو یورپ پہ بھی تاریک دور تھا اور یورپ کے لوگ اقوام یورپ جو ہیں یہ غاروں میں رہتے تھے اور اس سے آگے جائیں تو امریکی اقوام جو ہیں انہیں دو دفعہ جنگلی لکھا جاتا ہے۔جنگلی جنگلی لوگ۔

"The Wild Wild West" آج بھی اُن کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں تو وہ خود بھی لکھتے ہیں "The Wild Wild West" دو دفعہ وحشی لکھتے ہیں۔وحشی وحشی مغرب۔افریقہ میں انسانوں کا گوشت شکار کر کے کھایا جاتا تھا۔

ہمارے پاس قرآن ہے ہم کلمہ پڑھتے ہیں اس لئے ہمیں غالب آ جانا چاہئے یہ تصور صحیح نہیں ہے۔اللہ نے ایک وعدہ کیا تھا۔تمام غزوات میں غزوۃ الاحزاب کی ایک حیثیت

www.naqshbandiaowaisiah.com

انفرادی ہے اس لئے کہ سارے مشرک قبائل جمع ہو کر مدینہ منورہ کی بستی پہ الٹ پڑے جو اُس وقت تین ہزار کی آبادی تھی۔ تین ہزار کی آبادی کا گاؤں کتنا بڑا ہوگا! میرے اندازے کے مطابق آج کی جو مسجد نبوی ﷺ جو موجودہ ہے اس میں اُس وقت کے سارے مدینہ منورہ کے گاؤں کے علاوہ گاؤں کے باہر کا حصہ بھی شامل تھا پورا مدینہ منورہ اتنا بڑا گاؤں نہیں تھا جتنی بڑی مسجد نبوی ﷺ ہے اس لئے کہ حضور ﷺ کے والد گرامی کا مزار مبارک جو تھا وہ شہر سے باہر تھا اب وہ مسجد نبوی ﷺ میں وہ حصہ شامل کر دیا گیا ہے اور وہاں سے نکال کر جنت البقیع میں دوبارہ دفن کیا گیا ہے اس کا مطلب ہے کہ مضافات شہر جو تھے مدینہ منورہ وہ بھی موجودہ مسجد نبوی ﷺ میں آ گئے اور اتنے چھوٹے سے گاؤں پر اگر پورے عرب کے مشرک قبائل الٹ پڑے اور اتنے جنگجو بڑے لڑنے والے تکڑے لوگ تھے تو منافقین کا خیال تو یہ تھا کہ انہیں اپنے دین پر بڑا فخر ہے۔

غرھو لاء عینھم. ان کو ان کے دین نے بہت مغرور کر دیا ہے لیکن کل کا سورج یہ نہیں دیکھیں گے اور اللہ بھی فرماتا ہے۔

وزلزلو ازلزا شدیدا. جھنجھوڑ کر رکھ دیا گیا مسلمانوں کو کہ ہر طرف موت کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا تھا تو جب نصرت الٰہی آئی۔ مومنین کو فتح ہوئی تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ اگر تم مومن رہے تو آج کے بعد تم فاتح ہو گے اب اس کا اعجاز دیکھیے کہ اس آیت کے نزول کے بعد کبھی کفار نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کی بلکہ مسلمان بڑھتے چلے گئے۔ مکہ فتح ہوا یا دیگر ممالک فتح ہوئے تو مسلمان بڑھتے چلے گئے فتح کرتے چلے گئے کس کافر طاقت کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرات نہیں ہوئی اس لئے کہ وہ

مومن سے مراد ہے کہ زندگی کا پورا جو میزانیہ یا اوقات کار ہے یا ٹائم ٹیبل ہے وہ قران کے مطابق ہو۔

مومن تھے۔

مومن سے مراد ہے کہ زندگی کا پورا جو میزانیہ یا اوقات کار ہے یا ٹائم ٹیبل ہے وہ قرآن کے مطابق ہو۔ اب کفار نے تلاش کرنا شروع کیا ایمان تو وہ لائے نہیں لیکن انہوں نے دیکھا کہ یہ کام کیا کرتے تھے کہ یہ لوگوں پہ غالب آتے گئے کہ جی وہ سچ بولتے تھے پورا تولتے تھے دوسرے کا حق نہیں مارتے تھے انصاف کرتے تھے امیر ہو یا غریب اگر جرم کرتا تو اُس کے ساتھ انصاف کرتے تھے۔ یہ خصوصیات کفار نے اپنانا شروع کیں۔ آپ فاصلہ دیکھیں کتنا ہے کہ امریکہ دنیا کی اکیلی سُپر پاورز ہے روس کو شکست ہو چکی ہے وہ سپر پاور سے ختم ہو چکا ہے۔ اور جنسی اعتبار سے فری سوسائٹی ہے کسی پر جنسی کوئی پابندی نہیں۔ کسی سے زبردستی نہیں کر سکتا لیکن کوئی مرضی سے جو کرتا پھرے کوئی نہیں پوچھتا۔ عورت کی عورت کے ساتھ شادی کی قانوناً اجازت ہے اور مرد کی مرد کے ساتھ شادی کی قانوناً اجازت دیتا ہے۔

لیکن صدر امریکہ پر الزام لگتا ہے ایک خاتون کے ساتھ غلط تعلقات ہیں تو وہ گرفت میں آ جاتا ہے کہ بحیثیت صدر تمہیں یہ نہیں کرنا چاہئے حالانکہ سارا معاشرہ جو ہے وہ ایک جنسی آزاد ہے وہاں کوئی پابندی نہیں لیکن وہ کہتے ہیں صدر کو نہیں کرنا چاہئے۔ اب کوئی بڑی عدالت نہیں بنتی ایک وکیل کو جج بنا لیا جاتا ہے یہ وکیل اس معاملے میں جج ہے۔ میں نے یہاں ٹیلی ویژن پر بھی دیکھا کہ مسلسل کئی گھنٹے ایک عام لوہے کی کُرسی ہے اُس پر صدر امریکہ بیٹھا ہے آگے ٹیبل لگا کر وکیل عدالت بن کر بیٹھا ہے۔ غالباً چار گھنٹے وہ اُس پہ جرح کرتا رہا اور وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد کبھی پانی کا گھونٹ بھرتا تھا کبھی ایک ڈبہ تھا اُس میں سیون اپ تھی یا بیئر تھا کبھی اُس کا گھونٹ بھرتا تھا تو چار چھ گھنٹے وہ اُس کی جرح کے جواب دیتا رہا اور باقاعدہ وہ مقدمہ چلا پھر اُس کا فیصلہ ہوا۔

آپ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے اور قرضوں تلے دبا ہوا ہے مانگ کر کھاتے ہیں اور عیش کرتے ہیں لیکن آپ کے پرائم منسٹر صاحب

www.naqshbandiaowaisiah.com

کو سپریم کورٹ جانا پڑا۔ تو چیف جسٹس آف پاکستان نے بھاگ کر جان بچائی۔

تو وہ جو طریقہ قرآن نے بتایا تھا وہ اُس کافر کے پاس تھا یا آپ کے پاس ہے؟ میں نے برطانیہ میں دیکھا کہ ہمارا سامان جہاز میں وہاں نہیں پہنچا یہاں سے برطانیہ گئے تو ایک دو بیگ یا کوئی چیزیں مس ہو گئیں جا کے وہاں اترے تو نہیں تھا انہوں نے بڑی معذرت کی اور دوسرے دن ہم ناشتے کے لئے بیٹھے تھے کہ ہوائی جہاز والوں کی گاڑی ہمارے گھر آئی حالانکہ ہم میرے خیال میں ایئرپورٹ سے ساٹھ ستر میل دور تھے دوسرے شہر میں تھے ہم جو پتہ انہیں دے آئے تھے اُس پر ایئرپورٹ سے اُن کی ایئر سروس والوں کی گاڑی آئی اُن کا بندہ آیا۔ سامان لایا معذرت کی اور سامان پہنچا کر گیا اور وہ پورا بھی تھا۔ آپ یہاں مس کر جائیں سامان وہ سرے سے ملتا ہی نہیں بلکہ آپ نے دیکھا آپ سارے بیگ اکثر ٹھونس ٹھونس کر سر پہ رکھتے ہیں خواہ راستے میں گر گر کر لوگوں کے سر زخمی ہوتے رہیں۔ اس لئے کہ پھر جمع کرادیا تو شاید واپس ملتا بھی ہے کہ نہیں۔ اس ڈر سے لوگ جتنا بوجھ اٹھا سکیں۔ تین تین بیگ کندھوں میں ڈال کر وہ جہاز میں جا کر اندر اپنے پاس رکھتے ہیں کہ جمع کرادیا تو شاید ملے گا بھی نہیں۔

تو قرآن تو موجود ہے دنیا میں بھی غلبہ اُسی کو نصیب ہوگا جو قرآن کے تجویز کردہ نسخے استعمال کرے۔ وہاں مومن اگر استعمال کرے تو اُسے پھر تو کئی گنا زیادہ قوت مل جائے گی اُس میں نورِ ایمان بھی ہے اور استعمال بھی کر رہا ہے۔

اب کافروں میں ہم نے یہ دیکھا کہ برطانیہ سے ایک کوٹ خریدا وہ دیکھا وہ نمونے کے لگے ہوتے ہیں کہ بھئی یہ مجھے اس کے ساتھ کا دو۔ تو وہ دوسرا پیک آپ کو دے دیتا ہے وہ نمونہ دکھانے کیلئے لگا ہوا ہوتا ہے۔ وہ پیک دے

> **آپ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے اور قرضوں تلے دبا ہوا ہے مانگ کر کھاتے ہیں اور عیش کرتے ہیں لیکن آپ کے پرائم منسٹر صاحب کو سپریم کورٹ جانا پڑا تو چیف جسٹس آف پاکستان نے بھاگ کر جان بچائی۔**

دیتے ہیں۔ پیکٹ گھر آ کر کھولا تو وہ اُس میں یہاں داغ تھا کہیں کیڑے نے کھایا یا کسی وہ کیل سے اڑا یا کچھ تو یہاں پھٹا ہوا تھا۔ دکاندار کو فون کیا جناب آپ نے ہمیں جو پیک دیا ہے اُس میں تو یہ نقص ہے وہ یہاں سے پھٹا ہوا ہے اُس نے معذرت کی دوسرا کوٹ بھیجا۔ اپنا بندہ بھیجا اور کہا جی یہ میرے سامنے کھول کے چیک کر لیں اگر اس میں کوئی نقص ہے تو میں پھر بدل دوں۔ اور یہ ٹھیک ہے تو یہ رکھ لیں خراب والا مجھے دے دیجئے' یہاں آپ دکان سے چیز خرید کر ایک دفعہ باہر نکل آئیں آپ کو سمجھ آ جائے کہ یہ تو میں نے غلط خریدی۔ آپ کو وہ کہتا ہے کسی دکان سے خریدی ہے۔ آئے کب تھے یہاں۔

آپ اس برتے پہ کہتے ہیں یہاں ہمارے پاس قرآن ہے اس افسانوی خیال میں رہنا کہ ہمارے پاس قرآن ہے یہ درست نہیں ہے۔ قرآن ہمارے پاس تب ہے جب ہم قرآن کے احکام پر عمل کریں کوئی وجہ نہیں کہ ہم محکوم رہ سکیں یا کوئی ہم پر حکومت کر سکے یا کوئی سُپر پاورز ہمیں تو یہ شعر و شاعری سے کام نہیں چلتا کہ

مسلمانوں نہ گھبراؤ خدا کی شان باقی ہے
محمدؐ پہ جو اُترا ہے وہی قرآن باقی ہے

اب اُس قرآن نے جو طریقہ عمل بتایا وہ کافر اپنا لیں اور آپ شعر کہتے رہیں تو بات نہیں بنے گی۔

سوال:۔ روزنامہ جرات ایڈیشن میں مولانا سید ریاض حسین شاہ صاحب نے ایک بیان میں فرمایا کہ خودکش حملے حرام ہیں۔ اسلام میں خودکشی حرام ہے۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب:۔ آپ یہاں مجھ سے یہ خودکشی پوچھنے آئے ہیں یا اللہ اللہ سیکھنے! پہلے تو یہ بات صاف ہو جائے کہ آپ یہ لڑائی جھگڑے کے طور طریقے سیکھنے آئے ہیں یا اللہ اللہ سیکھنے آئے ہیں؟ اگر آپ اللہ اللہ سیکھنے آئے ہیں تو اپنے مقصد پہ توجہ رکھیں۔ یہاں آ کر بھی اگر آپ کی توجہ اپنے مقصد پر نہیں ہے تو پھر آپ کہاں جا کر

www.naqshbandiaowaisiah.com

''کنسریٹ'' کریں گے۔ یہی تو بنیادی نقص ہے۔ رہی یہ بات کہ خودکش حملے کیا ہیں ہم نے سیرت نبوت ﷺ میں خودکش حملہ نہیں پڑھا۔ غزوات نبوی ﷺ میں کوئی نہیں پڑھا۔ صحابہ کرام کے عہد میں کوئی نہیں پڑھا اور کبھی اس کی ضرورت پیش نہیں آئی یہ اس عہد کی ضرورت ہے اور جو لوگ یہ کرواتے ہیں یہ اُن کا مسئلہ ہے ہم نے نہ کسی کو خودکش حملہ کرنے کی تربیت دی نہ حکم دیا نہ رائے دی نہ مشورہ دیا نہ اس کے حق میں ہیں۔ کسی بھی بندے کا اپنے آپ کو قتل کرنا کسی طرح شریعت میں جائز نہیں ہے۔ مقابلے میں جاتا ہے قتل ہو جاتا ہے وہ اور بات ہے وہ شہید ہے اگر حق پر ہے تو شہید ہے مقابلہ کر کے قتل ہوتا ہے۔ یہ خودکش حملے ایجاد تو کافروں کی ہیں اور سب نے اپنا لیے اور اس کا بڑا درجہ بھی سمجھتے ہیں یہ اُن کا مسئلہ ہے تو بہر حال سائل سے میری گزارش یہ ہے کہ اگر تو آپ کو کسی ایجنسی نے بھیجا ہے تو میری کیسٹیں لے جایا کریں تمام ایجنسیز والے حضرات سے گزارش ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں اُس کی ''سی ڈیز'' بھی بنتی ہے اور آڈیو اور ویڈیو دونوں کیسٹیں بنتی ہیں اور میں جو کہتا ہوں برسر منبر کہتا ہوں اور جو کہتا ہوں سر میدان کہتا ہوں۔ آپ تکلف نہ کریں میری کیسٹیں لے جایا کریں رہی یہ بات کہ حکومت خودکش حملوں سے پریشان ہے تو حکومت لوگوں کو خودکشی پہ مجبور ہی نہ کرے' یہ بات بھی کہہ دیجئے گا ساتھ۔ یہ حرام حلال کا مسئلہ نہیں ہے یہ جو لوگوں کی مجبوریاں بن گئی ہیں ایک بندے کا سارا گھر اُجڑ گیا بچے مر گئے۔ بیوی مر گئی گھر تباہ ہو گیا ایک بندہ بچ گیا تو وہ ہم سے مسئلہ پوچھنے تھوڑی آئے گا ہم تو کہتے ہیں حرام ہے وہ کہتا ہے حرام ہے تو حرام ہی سہی لیکن میں اپنے بچوں کا بدلہ لوں گا۔ حکومت کیا کرے گی میں کیا کروں گا اور یہ ایجنسیز کے لوگ وہاں کیا کریں

> **اس افسانوی خیال میں رہنا کہ ہمارے پاس قرآن ہے یہ درست نہیں ہے۔ قرآن ہمارے پاس تب ہے جب ہم قرآن کے احکام پر عمل کریں۔**

گے۔ اس لئے یہ مشورہ بھی دیں کہ لوگوں کو اتنا تنگ نہ کریں کہ وہ خودکشی پہ آ جائیں۔ یہ مسئلہ کسی ایجنسی کے ساتھی کا ہی لگتا ہے کسی طالب علم کا تو لگتا ہی نہیں۔ تو آپ حضرات میری کیسٹیں لے جایا کریں۔

سوال: یہ ہمارے گاؤں میں پتہ نہیں ختم خواجگان پڑھا جاتا ہے۔

جواب: اس طرح کی رسومات ایک نہیں بہت ساری ہیں اور ہمارا اُن سے تعلق نہیں ہے۔ اللہ موجود ہے اور ہم اُس سے مانگ لیتے ہیں اور نبی کریم ﷺ نے جو طریقہ سکھا دیا ہے اُس پر عمل کرتے ہیں۔ رواجات پہ جائیں تو ہر گاؤں میں الگ رواج ہے۔

سوال: فون پر بیعت ہو سکتی ہے؟

جواب: فون پر بیعت کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو آ نہیں سکتا جو بندہ وہ خود لکھ دے مجھے اور اپنی بیعت کی ضرورت لکھ دے۔ تحریراً اُس کی بیعت قبول کر لی جائے گی۔ فون کی کیا ضرورت ہے جب تحریری طریقہ موجود ہے۔

تو میرے بھائی اپنے مقصد پہ متوجہ رہو چالیس روزہ اجتماع تھا الحمدللہ احباب کو جنہیں نصیب ہوا روئے زمین کے مختلف گوشوں سے تشریف لائے اللہ کریم سب کا آنا جانا قبول فرمائے۔ دنیا میں بے شمار جھمیلے جھگڑے اور بے شمار رائے اور بے شمار فتوے اور بے شمار طرز زندگی جنم لے چکے ہیں۔ آپ ان سے مت الجھیں کہ کون کیا کر رہا ہے یہ کوئی سوال نہیں ہے اصل سوال یہ ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں؟ ہمارے گاؤں والے کیا کرتے ہیں یا ہمارے پڑوسی والے کیا کرتے ہیں فلانہ کیا کرتا ہے یہ سوال نہیں ہے۔ اصل سوال جسے کی اہمیت ہے وہ یہ ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں؟ جب اس کا جواب آپ کے پاس تسلی بخش ہوگا کہ میں وہی کر رہا ہوں جو اللہ کی کتاب کی اور اللہ کے پیغمبر ﷺ کی تعلیم اور حکم ہے تو آپ کے پاس باقی کوئی سوال ہی نہیں رہے گا۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس ایک سوال پہ بھرپور توجہ دیں اللہ کریم توفیق عمل عطا فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

☆☆☆☆☆☆

المرشد سے انتخاب

اللہ کریم کے سامنے ہتھیار پھینک دینے کا نام حج ہے

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆

ماہنامہ المرشد مئی 1989ء

حج کیا ہے؟ جس کے لئے ہم سب بڑا زور لگاتے ہیں بڑی خواہش رکھتے ہیں بڑے دوڑتے ہیں مسلمان۔ اور پچیس تیس پینتیس لاکھ مسلمان وہاں ہر سال جمع ہو جاتے ہیں' پوری دنیا سے ہر قوم سے ہر رنگ کے ہر زبان کے۔

اسلام کے جو بنیادی پانچ ارکان ہیں ان میں سے ایک رکن حج ہے۔ رکن کہتے ہیں ستون کو اسلام کے بنیادی ستون یا ارکان پانچ ہیں پہلا کلمہ طیبہ اللہ کی الوہیت نبی رحمت ﷺ کی نبوت کا اقرار اور غیر اللہ کی الوہیت کا انکار۔ اس کے بعد پانچ وقت کی فرض نماز کی پابندی یہ دوسرا رکن ہے تیسرا رکن ہے ہر سال رمضان المبارک کے روزے' چوتھا رکن حج ہے اور پانچواں زکوۃ ہے۔ یہ چوتھے اور پانچویں نمبر پر اس لئے ہیں کہ یہ دونوں ہر ایک پر فرض نہیں ہیں ان کے لئے ایک خاص مالی معیار ہے۔ حج اس آدمی پر فرض ہوتا ہے پہلے تو وہ مالی اعتبار سے اس قابل ہو کہ آنے جانے کا' رہائش کا خرچ اس کے پاس ہو جتنا عرصہ گھر سے باہر رہنا ہے جن کا اس پر مدار ہے جن کا وہ کفیل ہے ان کو وہ خرچ دے کر جائے کسی پر بوجھ نہ بنے۔ اس کی صحت اس کو آنے جانے کی اجازت دیتی ہو یہ ساری باتیں ہوں تو پھر اس پر حج فرض ہوتا ہے ورنہ اس پر فرض نہیں ہوتا' کوئی ایک بات بھی ان میں سے نہ پائی جائے تو حج اس پر فرض نہیں ہوتا اسی طرح زکوۃ اگر کسی کے پاس چالیس روپے ایسے ہوں جن کو سال گزر جائے اور ان میں سے کوئی پیسہ خرچ نہ کرے اس کی ضرورت نہ پڑے اس کی ضرورت سے زائد ہوں تو ان چالیس میں سے ایک روپیہ اللہ کی راہ میں مساکین کو غربا کو یا جو زکوۃ کا مصرف ہے ان کو دینا فرض ہے لیکن اگر وہ سال کے دوران خرچ کر دیے پھر چالیس ہو گئے تو ان پر جب تک سال نہیں گزرے گا فرض نہیں ہوگا اور یہ ضروری نہیں کہ رجب کا مہینہ ہی زکوۃ کا مہینہ ہو کسی مہینے میں آپ کے پاس پیسے جمع ہو گئے پھر جب وہ مہینہ آئے پھر جب سال پورا ہو جائے گا اس وقت ان پر زکوۃ لاگو ہو جائے گی۔ خواہ وہ مہینہ رجب کا ہو یا شعبان کا ہو یا رمضان کا ہو۔ یعنی اس دولت پر دوران سال کا گزرنا ضروری ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں سارا سال زکوۃ چلتی ہے صرف ایک مہینہ مختص نہیں ہے جیسا کہ ہم نے رواج بنا لیا کیونکہ کسی ایک مہینے میں سب لوگوں کے پاس پیسے نہیں آتے سارا سال پیسے آتے رہتے ہیں اور وہ خرچ نہیں ہوتے کسی کا بینک بیلنس جو ہے وہ ایک سال تک محفوظ رہتا ہے اسی طرح ایک خاص مقدار زیور کی ہے ایک خاص مقدار گائے بھینس کی بھی ہے ایک خاص مقدار بھیڑ اور بکریوں کی ہے اونٹوں کی ہے اسی طرح ایک خاص مقدار اس مال کی ہے جو ہم کاروبار کے لئے رکھتے ہیں ان سب چیزوں کی فقہ میں تعداد اور ایک اندازہ موجود ہے اس کے مطابق اس پر جب بھی ہم شروع کرتے ہیں اور اس پر زکوۃ واجب ہو جاتی ہے جن جن کے پاس بقایا ہو۔ زکوۃ کا مہینہ قرار

www.naqshbandiaowaisiah.com

دینا یہ درست نہیں ہے اس وقت ذرائع رسل ورسائل نہیں تھے۔ دور دراز جو قبائل ہوتے تھے وہ اپنی زکوۃ علیحدہ کر لیتے تھے یا عاملین کے پاس رکھ دیتے تھے ایک خاص وقت میں سرکاری اعمال مرکز سے جاتے تھے اور وہ جمع کر لیتے تھے ان سب کو پتہ ہوتا تھا کہ فلاں دن وہ آئیں گے یا فلاں مہینے میں آئیں گے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زکوۃ اسی مہینے میں فرض ہوتی ہے زکوۃ تو سارا سال چلتی رہتی ہے اب حکومت تو سارا سال آدمی بھیجنے سے رہی تو سرکاری آدمی جب رجب میں جاتے تھے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ زکوۃ صرف رجب میں فرق ہوتی ہے جیسے ہم نے سمجھ لیا ہے۔

یہی حال حج کا ہے کہ اگر حیثیت ہو تو مسلمان بیت اللہ شریف میں جائے اس کے ارکان ہیں لیکن ان سب ارکان کا ایک ماحاصل بھی ہے ایک نتیجہ بھی ہے اور اسے اگر آپ مختصر ترین الفاظ میں بیان کرنا چاہیں تو وہ یہ ہوگا کہ اللہ کریم کے سامنے ہتھیار پھینک دینے کا نام حج ہے۔ آدمی جو کچھ بھی کر چکا جتنی عمر بیت چکی اچھا کیا ہے برا کیا ہے غلط کیا ہے ٹھیک کیا ہے جو بھی ہوا جو کچھ ہو چکا جو کچھ کرتا رہا وہ اپنی ساری حیثیت ختم کر کے دو اَن سلی چادریں پہن کر یعنی اپنے اختیار اور ارادے سے کفن لپیٹ کر غسل کر کے دو نفل ادا کر کے بیت اللہ شریف میں حاضر ہو کر اللہ کے روبرو یہ اقرار کرتا ہے کہ خدایا جو ہو چکا وہ ہو چکا تو گذشتہ معاف کر دے آئندہ کے لئے وعدہ کرتا ہوں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ خدا کے سامنے ہتھیار ڈالنے کا نام ہے حج۔ اب ظاہر ہے کہ کوئی زندگی میں بار بار تو شکست تسلیم نہیں کریگا شکست یا فتح کا فیصلہ تو ایک ہی بار ہو جاتا ہے اسی لئے حج زندگی میں ایک بار فرض ہے اگر اس بار پر کوئی قائم نہیں رہتا تو دس بار بھی حج کر آئے کیا فرق پڑے گا انسان تو وہی ہے۔

کیا یہ صرف امرا کے لئے ہے؟ صاحب نصاب کے لئے ہے؟ نہیں۔ صاحب نصاب کے لئے حج عمر میں ایک بار جن کے پاس وسائل نہیں ہیں دولت نہیں ہے ذرائع نہیں ہیں ان کیلئے ہر جمعہ حج کی فضیلت رکھتا ہے۔ یہ اللہ کی دین بڑی عجیب ہے مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہم لوگ اس بات پر یقین کیوں نہیں کرتے آخر آپ کو کس نے بتایا کہ مکہ مکرمہ جاؤ اتنے پیسے صرف کرو اتنا سفر کرو پاگلوں کی طرح وہاں گھومو تو حج ہوگا' کس نے بتایا؟ نبی رحمت ﷺ نے۔

وہی اللہ کا رسول ﷺ جب ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تمہارے پاس پیسے نہیں ہیں تو تم ہر جمعہ کو حج کیا کرو تو پھر نہ ماننے کی کیا وجہ ہے یعنی حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص فجر کی نماز ادا کرتا ہے اس غرض سے اپنی جانماز کو یا مسجد کو نہیں چھوڑتا کہ اشراق پڑھ کے جاؤں گا تلاوت کرتا ہے ذکر اذکار کرتا ہے حتیٰ کہ سورج نکل آتا ہے وہ اشراق کے دو یا چار نفل پڑھ کے چلا جاتا ہے تو اسے صرف حج نہیں حج کے ساتھ عمرے کا ثواب بھی ملتا ہے یعنی بغیر سفر کئے بغیر کہیں آئے جائے بغیر کچھ خرچ کئے ایک حج اور ایک عمرہ روزانہ اس کے لئے ہے۔

جو شخص یہ اہتمام کرتا ہے کہ مجھے جمعہ کی نماز ادا کرنی ہے اس کے لئے بالا رادہ تیاری کرتا ہے کام کاج سے فراغت حاصل کرتا ہے غسل کرتا ہے کپڑے بدلتا ہے مسجد میں جاتا ہے جمعے کی نماز ادا کر لیتا ہے حضور فرماتے ہیں غریب کا حج اس کی جامع مسجد ہی میں ہے۔ تو اگر کسی مجبوری کی وجہ سے یا کسی مصروفیت کی وجہ سے روزانہ کے حج سے محروم بھی ہے تو ہر ہفتے میں ایک حج تو کر سکتا ہے۔ اور اگر اس پر ہمیں اعتبار نہ ہو تو پھر ہمارے پاس اس کی کیا دلیل ہے کہ مکہ جا کر حج ہوتا ہے اس کی دلیل بھی تو یہی ہے کہ حضور نے ہمیں فرمایا۔ حضور نے تو یہ بھی فرمایا ﷺ پھر اس کے نہ ماننے کی کیا وجہ ہے؟۔

دوسری سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کسی بھی کام کے کرنے سے سوائے مشقت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ آپ کسی کام سے یہاں تشریف لائیں کچھ لوگ صرف مجھ سے ملنے آ گئے میں یہاں نہیں ہوں انہیں کسی نے جمعہ بھی پڑھا دیا انہوں نے نماز بھی پڑھ لی لیکن وہ کہیں گے بھئی جمعہ تو ہم اپنے شہر میں بھی پڑھ لیتے ہمیں تو ایک آدمی سے ملنا تھا وہ آدمی نہیں مل سکا واقعی وہ جمعہ تو وہاں بھی پڑھ لیتے وہ جمعہ پڑھنے تو نہیں آئے تھے انہیں تو ایک آدمی سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ملنا تھا صرف ملنا ہی تھا کوئی کام نہ تھا ملنا بھی تو ایک کام ہے تو وہ سفر ان کے لئے دوگنا تھکاوٹ کا باعث بن جائے گا کہ اتنا سفر کیا اور ملاقات بھی نہ ہوئی اور دس منٹ کی ملاقات ہو جائے تو وہ ساری تھکاوٹ دور ہو جائے گی چلو جس کام کے لئے آئے تھے وہ تو ہو گیا۔

اب حج کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے گذشتہ تمام اعمال کو لا کر وہاں رکھ دیں کہ خدایا میرا سرمایہ تو یہی ہے لیکن میں تیرا عاجز بندہ ہوں اور میں تیرے سامنے اپنے اختیار سے دستبردار ہوتا ہوں میں اپنے لئے کچھ نہیں سوچوں گا میں اپنے لئے کچھ نہیں کروں گا میں اپنی مرضی سے کچھ کھاؤں گا نہیں میں اپنی مرضی سے کہیں جاؤں گا نہیں تو مجھے حکم دے گا تو میں کہیں جاؤں گا تو اجازت دے گا تو میں سوؤں گا تو فرمائے گا میں جاگ اٹھوں گا تو کہے گا میں سجدہ کرونگا تو کہے گا بس کر میں بس کر دونگا جس چیز کے کھانے کی تو اجازت دے گا وہ کھاؤں گا جس سے تو روک دے گا رک جاؤں گا آج سے میری حکومت ختم اور تیری حکومت کو میں قبول کرتا ہوں۔ اب اگر یہ مقصد ہم نے نہیں پایا اور زندگی میں پچاس حج کر لیے تو کیا کیا؟ جھوٹ بولا اللہ سے اور اپنے اوپر مزید بوجھ لادا کہ تم اتنا مکر کر کے' اتنا حلیہ بنا کے' اتنا سفر کر کے پھر بھی باز نہ آئے ہیرا پھیری سے جو وعدہ کرنے آئے تھے اس سے بھی مکر گئے اور پھر تمہارے کرتوت وہی رہے تمہیں شرم بھی نہ آئی کہ میں نے اللہ کے روبرو کیا کہا تھا۔ کس بات کا اعتراف کیا تھا تو کیا حاصل کہ اگر ہم چاہیں تو یہ دروازہ تو اللہ کریم نے ہمارے لئے کھول رکھا ہے۔ لیکن میرے خیال میں جب رب کریم نے اس کو چوتھے نمبر پر رکھا ہے تو کیا ہم نے پہلے تین ستون قائم کر لئے ہیں جو اللہ کریم نے اس کی Priority List بنائی ہے یا اللہ کریم نے جو ترتیب رکھی ہے تو پہلے تین مدارج یا تین سٹیپ یا تین زینے جو رکھے گئے ہیں اسلام کے کیا ہم ان تینوں پر جم کر کھڑے ہیں پہلی تین دیواریں ہیں کہ ہم چوتھی کو بنانے چلے ہیں اگر پہلے سے نہیں ہیں تو جب ہم چوتھی بنانا چاہتے ہیں تو کیا ہم اس کے ساتھ دوسری تین بھی تعمیر کر رہے ہیں! چلو پہلے نہیں تھیں آج ہی بن جائیں صرف ایک دیوار پر ہم چھت ڈالنا چاہتے ہیں!

تو اسلام ایک عملی مذہب ہے بڑا سادہ بڑا سیدھا اور بڑا صاف یہ ہیرا پھیری کا مذہب نہیں ہے اسلام میں اور باطل مذاہب میں فرق یہ ہے کہ آپ ہندومت میں جائیں تو وہاں عام آدمی کی رسائی برہمن تک ہے اس سے آگے کچھ دیویاں ہیں کچھ دیوتا ہیں یا کچھ طاقتیں ہیں وہ جانے اور برہمن جانے عام آدمی کا ان سے تعلق نہیں ہے آپ بدھ مت کے پاس جائیں تو عام آدمی کی رسائی بدھا تک یا پروہت تک ہے آگے نہیں ہے آپ تبت کے لاماؤں کے پاس جائیں آدمی لامہ تک پہنچ سکتا ہے آگے وہ جانیں اور غیبی طاقتیں جانیں جن کو وہ پکارتا ہے یا جن کی وہ عبادت کرتا ہے۔ عیسائیت کو دیکھ لیں تو آپ پوپ تک یا پادری تک جا سکتے ہیں آگے یسوع مسیح جانے یا خدا جانے یا پادری جانے دوسرے آدمی کی وہاں رسائی نہیں ہے آپ یہودیت میں جائیں تو وہاں ان کے راہبان بیٹھے ہیں وہاں تک تو آپ جا سکتے ہیں لیکن آگے رسائی راہبان کی ہے آپ کی میری نہیں ہے عام آدمی کی نہیں ہے۔

اسلام واحد مذہب ہے جو ہر آنے جانے والے کو اللہ کے روبرو کھڑا کر دیتا ہے کسی پیر کا مذہب نہیں ہے کسی مولوی کی ذاتی جاگیر نہیں ہے کسی بادشاہ کا مذہب نہیں ہے کسی بڑے زمیندار کا مذہب نہیں ہے بلکہ یہ سب مسلمانوں کا اپنا اسلام ہے ہر مسلمان کا براہ راست تعلق ہے اللہ رب العزت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ ہم میں جتنی پارٹی بازی در آئی ہے اس کا اصل سبب یہ ہے کہ ہم نے اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ اپنا نام شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ کی مانو رسول اللہ کی مانو ساتھ میری بات بھی مانو۔ اللہ اور رسول کی بات اس طریقے سے مانو جس طریقے سے میں کہتا ہوں دوسرا کہتا ہے بات اللہ اور رسول کی مانو لیکن جس طریقے سے میں کہتا ہوں اس طریقے سے مانو۔ بھلا کیوں کوئی مانے میرے طریقے سے آپ کے طریقے سے دوسرے کے طریقے سے' اگر میں ایک رائے رکھتا ہوں تو دوسرے کو بھی رائے رکھنے کا حق

www.naqshbandiaowaisiah.com

حاصل ہے اس کا اپنا اللہ ہے اس کا اپنا رسول ہے اس کی اپنی وفاداری ہے اسے اپنی وفاداری ظاہر کرنے کا حق حاصل ہے اسے اللہ کے روبرو کھڑا ہونے کا حق حاصل ہے جب اللہ نے اپنا دروازہ کھلا رکھا ہے تو دوسرا کوئی اسے کیوں بند کرتا ہے۔

ہاں علماء کا احسان ہے ہم پر اس بات کا کہ وہ ہم تک اللہ کے احکام رسول اللہ ﷺ کی بات پہنچا ئیں اپنی بات نہیں وہ بات جو اللہ کی بات ہو وہ بات جو رسول اللہ ﷺ کی بات ہو ہم تک پہنچا ئیں۔ یہ ان کا احسان ہے لیکن اگر اس میں لپیٹ کر وہ اپنی کہنا چاہیں تو پھر ہم ان سے دین بھی نہیں سیکھیں گے اس دروازے پہ جائیں گے جہاں کھرا اور خالص دین ملے گا یہی حال پیروں کا' مشائخ کا ہے کہ وہ امین ہوتے ہیں برکات نبوت کے اگر واقعی ان کے پاس وہ دولت ہے تو پھر ہمیں بھی ان کے پہلو میں بیٹھ کر کچھ گرمی کچھ حدت کچھ حرارت کچھ محبت کی چنگاریاں پھوٹتی نظر آنی چاہئیں اگر ان کے پاس بیٹھ کر بھی ہمیں نفرتیں ملیں تو پھر ہم محبتیں لینے کہاں جائیں؟ کیونکہ اسلام تو محبتوں کا مذہب ہے اسلام تو ایسا مذہب ہے جو کافر سے بھی شفقت کا درس دیتا ہے یہ کسی کافر کے ساتھ ظلم کرنے کی اجازت نہیں دیتا جو اللہ کا نافرمان ہو کافر ہو بدکار ہو ظالم ہو آپ اُس کے ساتھ بھی انصاف سے آگے نہیں بڑھ سکتے حد سے نہیں بڑھ سکتے چہ جائیکہ ہم کسی مسلمان کے ساتھ زیادتی کریں اور اگر ہم اپنے آپ کو ان حدود میں پابند نہیں کرتے نہیں کر سکتے تو پھر یہ دور دراز کے سفر کرنے اور یہ مصیبتیں اٹھانے سے ہمیں میرے خیال میں تو کچھ حاصل نہیں ہوگا!

میں یہ نہیں کہتا کہ حج کا سفر نہ کرو میں کہتا ہوں ضرور کرو لیکن یہ چیزیں حاصل کر کے جاؤ اپنے آپ کو ان باتوں کے لئے ذہنی طور پر ارادی طور پر تیار کر کے لے جاؤ وہاں اور وہاں واقعی جا کر ہتھیار پھینک دو۔ اللہ کے سامنے یا پھر وہاں تک نہیں پہنچ سکتے تو وہ بھی ایک مسجد ہی ہے آپ کے گھر میں آپ کے محلے میں یہاں جہاں آپ بیٹھے ہیں یہ اللہ ہی کی مسجد ہے یہیں سے اللہ سے بات کر لو کہ خدایا وہاں تک تو تو نے مجھے اسباب نہیں دیے ورنہ وہاں میں سرنگوں کرتا۔ تو نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے تو میں یہاں ہی تیری بارگاہ میں اعتراف شکست کرتا ہوں اور کم از کم اپنے آپ کو اللہ کے مقابلے میں تو کھڑا نہ کریں یعنی کم از کم آدمی اپنے میں اتنی شکستگی تو پیدا کرے کہ اپنے کو اللہ سے کم تر لے جائے اور اپنے او پر اللہ کی حکومت کو قبول کر لے اگر ہم یہ بھی نہ کر سکیں تو ہم کس منہ سے مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں اور یہ ہمارا فرض ہے جس کی وجہ سے وہ مسلمان جنہیں دیکھ کر کافر بھی ایمان قبول کر لیا کرتے تھے انہیں دیکھ کر آج مسلمان بھی اسلام سے بیزار ہوتا ہے۔

آج ہماری اپنی آنے والی نسلیں ہماری اپنی نئی پود ہمارے اپنے بچے جب جوان ہوتے ہیں تو وہ ہمیں کہیں یہ کیا فراڈ بنا رکھا ہے ہمارے بزرگ جھوٹ بولتے ہیں یہ دھوکا کرتے ہیں یہ رشوت لیتے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں کہ نیک بن جاؤ ایسے کرو خود سارا دن کلب میں ہوتے ہیں ہمیں کہتے ہیں کہ گلی محلے میں مت جاؤ خود سارا دن جوا کھیلتے ہیں ہمیں کہتے ہیں کہ کبوتر نہ اڑایا کرو کیا عجیب بات ہے یہ کیسے لوگ ہیں؟ آپ دوسروں کو تو چھوڑ دیں کافر بدکار یا بے دین ہم سے کیا سبق حاصل کرے گا؟ خود ہماری اولاد جو ہماری گود میں پلتی ہے وہ ہمارے کردار سے بدظن ہو جاتی ہے کہ ہمارا مذہب اس میں کوئی حقیقت ہے بھی کہ نہیں جب تک وہ بچے ہوتے ہیں بھولے بھالے ہوتے ہیں لیکن جب وہ ہوش سنبھالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ہمارے بڑے ہمیں کہتے ہیں ''مت کرو' خود کرتے ہیں اگر واقعی نہ کرنے کی بات ہوتی تو خود بھی نہ کرتے۔

بزرگوں کا قول ہے کہ جسم کو مکہ لے جائے اگر آدمی اور دل اسکا ہندوستان میں ہو تو اس سے بہتر ہے کہ جسم ہندوستان میں رہے اور دل اس کا مکے میں بستا ہو جنہیں اللہ لے گیا خدا نے سعادت سے محروم نہیں کیا بلکہ ہم یہاں بیٹھ کر اس سعادت میں شریک ہو جائیں جوان لوگوں کو وہاں نصیب ہوگی یہ اس کا فضل عظیم ہے یہ اس کی رحمت عامہ ہے یہ اس کی بہت بڑی مہربانی ہے کہ جن لوگوں کو وہاں پہنچنے کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

استطاعت نہیں بخشی ان کے لئے وہی رحمت عامہ یہاں عام کردی۔

ہمیں یہ چاہئے کہ ہم اپنے کردار پر نظر کریں دوسروں کو چھوڑ دیں جب مصیبت ٹوٹتی ہے کہیں آگ لگتی ہے تو آپ نے کبھی دیکھا ہے کسی کو کہ وہ کہے جب کوئی دوسرا بھاگے تو میں بھاگ جاؤں ورنہ میں جلنے والوں کے ساتھ کھڑا جلتا رہونگا کوئی جلنے والوں کا ساتھ نہیں دیتا۔ اگر خدانخواستہ سمندر میں کوئی جہاز غرق ہونے لگے اور لوگ پانی پہ رہ جائیں تو کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ کوئی اور بھی ہاتھ پاؤں مار رہا ہے تو میں ماروں گا ورنہ مجھے کیا ضرورت ہے سارے ڈوب رہے ہیں تو میں بھی آرام سے ڈوب جاؤں گا کوئی نہیں ایسا کرتا۔

معاشرے میں اگر سارا معاشرہ بھی برائی کی طرف چل پڑے تو ہمارے پاس یہ کوئی جواز نہیں ہے کہ دوسرے برائی کر رہے ہیں میں بھی کرونگا۔ یہ کیا جواز ہے ۔ خدانخواستہ اگر دوسرے سارے غرق ہونا شروع کر دیں تو ہم غرق ہو جائیں گے کیا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ہم اپنے آپ کے ذمہ دار ہیں ہمیں اپنے آپ کو اللہ کے روبرو پیش کر کے اپنے اختیارات اس کے حوالے کرنا چاہئے اور اپنے لئے اللہ سے نجات مانگنا چاہئے کم ازکم اپنے آپ کو اپنے وجود کو اپنے جسم کو اپنی جان کو تو اللہ کے عذاب سے بچا کر لے جائے اگر کوئی اتنا بھی نہیں کرتا تو اس نے ظلم کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی جو شخص اپنے وجود کے ساتھ اپنے آپ کے ساتھ وفا نہیں کرتا اس پر کوئی دوسرا امید وفا رکھے تو وہ بھی بے وقوف ہے۔ اس شخص پر امید وفا رکھنا ہے جو خود اپنا بھی وفادار نہیں ہے جو اپنے نقصان پہ خوش ہوتا ہے جو اپنا گھر پھونک کر تماشا دیکھتا ہے دوسرے کے نفع نقصان کی پرواہ کیا کریگا۔

تو آیئے ہم بھی عہد کریں کہ اللہ ہمیں یہ

> **صاحب نصاب کیلئے حج عمر میں ایک بار۔ جن کے پاس وسائل نہیں ہیں، دولت نہیں ہے، ذرائع نہیں ہیں، اُن کے لئے ہر جمعہ حج کی فضیلت رکھتا ہے۔**

توفیق ارزاں فرمائے اگرچہ ہم ہزاروں میل دور ہیں لیکن ہم اللہ سے دور تو نہیں ہیں ہمارے دل تو خانہ خدا سے دور نہیں ہیں اگر وہ وہاں پہ رحمت لٹا سکتا ہے تو یہاں اسے کوئی منع کرنے والا تو نہیں ہے دیکھیں اس نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو سیدنا اسماعیل علیہ السلام جیسے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ کر ثواب اور اس کے اجر کا مژدہ سنایا لیکن اس پوری امت کو ایک گائے یا بکرا یا دنبہ ذبح کرنے پر اس ثواب میں شامل کر لیا وہاں جانے والوں کو شریک کیا تو یہاں رہنے والوں کو بھی محروم نہیں کیا۔ ہمارے لئے اس میں سعادتوں کے دروازے بند نہیں کئے۔

یہ ہم ہیں جو اپنی بھی پرواہ نہیں کرتے اپنے نفع ونقصان کو بھی نہیں سوچتے محض دنیوی خواہشات اور اندھے پن میں ہم سبز پیلے نیلے رنگ دیکھ کر ان کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ یہ رنگ کسی اژدہے کے نہ ہوں یہ جسے ہم روشنی سمجھ رہے ہیں یہ کہیں آگ کا شعلہ نہ ہو یہ جس کی ہم چمک دیکھ رہے ہیں کہیں یہ کوئی انگارہ نہ ہو جسے ہم ہیرا سمجھ رہے ہیں یہ انگارہ بھی تو ہو سکتا ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم جہاں بھی ہیں وہاں رب جلیل سے یہ عہد کریں کہ خدایا تو ہماری توبہ کو قبول فرما اور ہمیں بھی اپنے گھر پہ حاضری کی سعادت نصیب فرما۔ روضہ اقدس کی زیارت کی سعادت نصیب فرما۔ منیٰ اور عرفات میں جانے کی سعادت نصیب فرما۔ طواف اور سعی نصیب فرما اللہ قادر ہے سب کو عطا فرما سکتا ہے لیکن اس حال میں کہ تو ہم سے راضی ہو اور ہم تیرے اطاعت گذار بندے بن چکے ہوں۔ ہمارے دل کی دھڑکنیں ہوں اور تیرا نام ہو۔ ہمارے اعضاء و جوارح ہوں اور تیری اطاعت ہو ہماری پیشانیاں ہوں اور تیرا دروازہ ہو۔ ہمارے ہاتھ اٹھیں تو تیری بارگاہ میں سر جھکیں اسی پہ ہمیں زندہ رکھ اسی پہ موت نصیب فرما اور ایسے ہی لوگوں کے ساتھ یوم حشر ہمیں کھڑا فرما۔ ☆☆☆☆☆